

# عکسِ لالہ طور

ڈاکٹر عصمت جاوید



# عکسِ لالہ بطور

علامہ اقبال کے فارسی مجموعہ قطعات لالہ بطور کا اردو و انگریزی ترجمہ

علامہ اقبال

مترجم

ڈاکٹر عصمت جاوید



مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی-۲۵



نام کتاب	:	عکس لالہ طور
شاعر	:	علامہ اقبال
مترجم	:	ڈاکٹر عصمت جاوید
صفحات	:	۱۰۲
اشاعت	:	جون ۲۰۰۹ء
تعداد	:	۱۱۰۰
قیمت	:	۳۰/- روپے
ناشر	:	مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز ڈی ۳۰۷، دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی - ۱۱۰۰۲۵ فون: ۲۶۹۷۱۶۵۲، ۲۶۹۵۳۳۳۱ فیکس: ۲۶۹۳۷۸۵۸ E-mail: mmipublishers@gmail.com Website: www.mmipublishers.net
مطبوعہ	:	ایچ۔ ایس۔ آفسٹ پرنٹرز، نئی دہلی - ۲

AKS-E-LALA-E-TOOR (Urdu)

By: Allama Iqbal

Translated by Dr. Ismat Jawed

Pages: 102

Price: Rs. 40.00



## پیش لفظ

بطور اعتذار ابتدا ہی میں عرض کر دوں کہ لالہ طور کو اردو لباس پہنانے کا میرا قطعی ارادہ نہیں تھا۔ خصوصاً اس لیے کہ لالہ طور کے اب تک مختلف اردو منظوم تراجم منظر عام پر آ چکے ہیں، جن میں سے ایک دو مجموعے میری نظر سے گزر چکے ہیں۔ میں ان مترجمین کے حوصلے اور محنت کی داد دیتا ہوں اور ان کی خدمت میں مبارک باد بھی پیش کرتا ہوں۔ اس کے باوجود لالہ طور کا یہ منظوم اردو ترجمہ اہل اردو کی خدمت میں اس لیے پیش کر رہا ہوں کہ یہ میرے عزیز ترین ہم پیالہ و ہم نوالہ دوست مرحوم ابراہیم خیال فتح پوری کی مرنے سے پہلے آخری خواہش تھی کہ میں ان کے شروع کیے ہوئے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچاؤں۔ وہ آج اس دنیا میں نہیں رہے، لیکن ان کی یاد آج بھی مجھے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے اور نس نس میں بس چکی ہے۔ وہ میرے لیے آج بھی صرف زندہ نہیں بلکہ زندہ تر ہیں۔ مرحوم اقبال کے بڑے شیدائی تھے اور آج سے کئی سال پہلے وہ لالہ طور کے اردو منظوم ترجمے کی داغ بیل بھی ڈال چکے تھے۔

یہ ۱۹۶۲م کی بات ہے، جب میرا تبادلہ امراتوٹی کالج سے بمبئی کے اسماعیل یوسف کالج میں ہوا تھا۔ دوران قیام بمبئی، ابراہیم خیال سے روزانہ ملاقات کا سلسلہ از سر نو شروع ہوا۔ ایک دن انھوں نے مجھے لالہ طور کی چند رباعیوں کے منظوم اردو ترجمے سنائے۔ جو مجھے بہت پسند آئے اور میں نے انھیں یہ کام جاری رکھنے کا مشورہ دیا اور انھیں یہ بھی برسمیل تذکرہ بتایا کہ میں ان رباعیوں کو امراتوٹی کے دوران قیام انگریزی میں منتقل کر چکا ہوں۔ جب میں نے کچھ اپنے انگریزی ترجمے سنائے تو وہ بہت خوش ہوئے اور یہ مشورہ دیا کہ یہ انگریزی ترجمے ان کے اردو ترجموں کے ساتھ کسی رسالے میں شائع کروائے جائیں۔ چنانچہ یہ تراجم بمبئی کے ایک مقبول رسالے ”دور حیات“ میں ایک عرصے تک شائع ہوتے رہے۔

پھر حالات کی آندھیوں نے یہ سلسلہ بھی بند کر دیا۔ انھیں دوہئی میں امارت کے محکمہ آتش نشانی (fire brigade) میں انگریزی پیغامات کو عربی میں ترجمے کرنے کی ملازمت مل گئی۔



طرح ڈاکٹر صاحب By chance نہیں بلکہ By choice اور نگ آبادی ہیں۔

عصمت جاوید نے قطعات بھی کہے، افسانے اور ڈرامے بھی لکھے۔ بالآخر اپنا اصل میدان لسانیات دریافت کر ہی لیا۔ یہ ایک ایسا سنگلاخ میدان ہے، جس میں دور دور تک ایک آدھ ہی نقش پانظر آتا ہے۔ انھوں نے ہر نقش پا پر اپنے تیشہ نظر سے ضرب بھی لگائی ہے۔ غالباً مجروح سلطان پوری کا یہ شعر ان کے ذہن میں رہا ہے:

بے تیشہ نگہ نہ چلو راہِ رفتگاں

ہر نقش پا بلند ہے دیوار کی طرح

فکر پیما کا پہلا مضمون اردو کے ذیلی صوتیوں سے متعلق ہے اور یہ وضاحت بھی کی ہے کہ خود صوتیہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے ڈاکٹر شوکت سبزواری اور ڈاکٹر گوپی چند نارنگ سے بعض مقامات پر اختلاف کیا ہے۔

دوسرا مضمون ”وضع اصطلاحات کی چند نادرست لسانی اصطلاحیں“ ہے۔ پروفیسر وحید الدین سلیم پانی پتی کی مشہور تصنیف ”وضع اصطلاحات“ اردو کے لسانیاتی ادب میں بڑا مقام رکھتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ان اصطلاحوں کی صحت سے بحث کی ہے۔

ایک مضمون تشبیہ اور استعارے سے متعلق ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتلایا ہے کہ تشبیہ سے استعارہ صرف ایک قدم ہے، لیکن یہ ایک قدم جذبات و احساسات کی ایک بالکل نئی دنیا میں لے جاتا ہے۔ اپنی اس بات کو تفصیل سے ثابت کیا اور استعارے کی ایمانیت اور محض خیال بندی کے فرق کو میر، غالب اور اقبال کے حوالے سے واضح کیا ہے۔ مشہور نقاد ممتاز حسین کی رائے میں جدلیاتی عمل استعارے میں کارفرما ہوتا ہے، مگر ڈاکٹر عصمت جاوید نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغانے ”علامت“ کی جو تعریف کی ہے، اس میں بھی انھوں نے اضافہ کیا ہے اور بتلایا ہے کہ تشبیہ کے مقابلے میں استعارہ اور استعارے کے مقابلے میں علامت معنوی حقائق کے پیچیدہ اور وجدانی رشتوں کے اظہار کی زیادہ اہل ہوتی ہے۔

ایک اور مضمون میں ڈاکٹر صاحب نے لفظ اور معنی کے رشتے اور ابلاغ سے بحث کی ہے۔ اس سلسلے میں وہ ٹمس الرحمن فاروقی کے خیالات و بیانات سے متفق نہیں ہیں۔ جدیدیت کے زیر اثر کی گئی شاعری میں انھوں نے القائیت بھی دریافت کی ہے۔ اس سے اختلاف کیا



جاسکتا ہے، البتہ ڈاکٹر صاحب کی یہ بات صحیح ہے کہ ابہام پسندی پر قابو پانا ضروری ہے، ورنہ بات مہمل ہو جائے گی۔ ان کے خیال میں ترسیل اور ابلاغ میں فرق نہیں۔ دونوں الفاظ ہم معنی ہیں۔ فکر پیما کے آخری مضمون میں عصمت صاحب نے غالب کی عملی سوجھ بوجھ کو فن کے نہاں خانے میں دیکھنے کی کوشش کی ہے اور مومن کی شخصیت کو غزل کے آئینے میں۔ اس طرح ”فکر پیما“ میں زبان شعر و ادب اور تنقید سے متعلق کوئی آٹھ مضامین ہیں، جن میں ان کی گہری سوچ اور فکر و نظر کا ثبوت ملتا ہے۔

۱۹۸۷ میں عصمت جاوید صاحب کی کتاب ”اردو پر فارسی کے لسانی اثرات“ کے آئینہ میں“ شائع ہوئی۔ یہ دراصل ان کے پی۔ ایچ۔ ڈی کے لیے لکھے ہوئے اس مقالے کی تلخیص ہے، جس کا عنوان تھا ”اردو میں فارسی کے دخیل الفاظ میں تصرف کا عمل“۔ اردو میں کئی زبانوں کے الفاظ پائے جاتے ہیں، لیکن دیگر زبانوں کے مقابلے میں فارسی کے بہت زیادہ اثرات ہیں۔ اردو نے اس فارسی سے زیادہ اثر قبول کیا ہے جو عربی زبان سے زیادہ متاثر ہے۔ اس لیے مقالے میں ان عربی الفاظ سے بھی بحث کی گئی ہے، جو فارسی کے توسط سے اردو میں داخل ہوئے۔ البتہ اس کتاب کا موضوع صرف زبان تک محدود ہے۔ ادبیات شامل نہیں ہیں یعنی اس کتاب میں اردو ادب پر فارسی ادب کے اثرات کا ذکر نہیں ہے۔ عمل تصرف سے بھی بحث کی گئی ہے اور اردو میں عربی و فارسی کے دخیل الفاظ کا تاریخی پس منظر بیان کیا گیا ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ کس طرح کھڑی بولی اردو کا روپ اختیار کرتی گئی۔ ایک علیحدہ باب ”تجزیہ لفظی“ میں اردو کے لسانی مزاج سے بحث ہے۔ یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ جو الفاظ عربی و فارسی سے اردو میں داخل ہوئے ان میں کیا کیا صوتی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ یہ بحث اردو تلفظ کے سلسلے میں اہمیت رکھتی ہے۔ اس طرح صرفی و نحوی تصرفات اور معنوی تغیرات کے تمام پہلوؤں کی نشاندہی کتاب کے آخری باب میں کی گئی ہے۔

”وجدان“ ڈاکٹر صاحب کے ان مضامین کا مجموعہ ہے، جو کم و بیش ایک ہی نوعیت کے ہیں۔ ان مضامین کا تعلق ایک حد تک جمالیات سے ہے۔ ان کے خیال میں مقصدی ادب کے مطالبے کو بڑی حد تک محدود اور مجروح کر دیتے ہیں۔ وہ فن کو ایک آزاد قدر سمجھتے ہیں۔ انھیں یہ بات تسلیم ہے کہ ادب کا سرچشمہ زندگی ہے۔ ایسا ادب غیر مکانی اور زمانی ہوتا ہے۔ اس کی



انفرادیت میں عمومیت اور عمومیت میں انفرادیت ہوتی ہے۔ گویا ع

جو سنتا ہے اسی کی داستان معلوم ہوتی ہے

کوئی فن زندگی سے بے نیاز ہو کر نہیں جی سکتا۔ ڈاکٹر عصمت جاوید ہیئت کی اہمیت کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ادب میں ہیئت بے جان شے نہیں ہے بلکہ یہی اس کی تنظیم و تشکیل کرتی ہے۔ لیکن محض ہیئت کے تجربہ کی دھن میں ادب کا رشتہ زندگی سے منقطع کر دیا جائے تو یہی تجربہ ناکام ہو جائے گا۔ ان کے خیال میں ٹالسٹائی، گورکی، اقبال رومی اور ملٹن وغیرہ جیسے صحت مند فنکار بھی اتنی ہی اہمیت رکھتے ہیں، جتنی ایلن پوکا فکا۔ ٹی۔ لیس۔ ایلٹ اور ایڈر پاونڈ وغیرہ جیسی نفسیاتی طور پر پیچیدہ شخصیتیں۔ ڈاکٹر صاحب کے نقطہ نظر سے اسلوب ادب کی آبرو ہے۔ ادبی زبان کے لیے حسن بیان کو وہ ضروری قرار دیتے ہیں۔ ایک ادبی فنکار کسی مخصوص ادبی صنف کے انتخاب میں غیر شعوری طور پر اس سے متعلقہ اسلوب کا بھی انتخاب کر لیتا ہے۔ اسلوب ادب میں مواد و ہیئت کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کی کامیاب کوشش کا نام ہے اور یہ کوشش ہر ادیب یا شاعر کا انفرادی مسئلہ ہے۔ اور اسلوب کی دلآویزی کا راز تخلیقی زبان کے صوتی تصور میں پوشیدہ ہوتا ہے۔

بہر حال یہ اور ایسے ہی خیالات و موضوعات ان کی کتاب ”وجدان“ کے پانچ مختلف مضامین میں بکھرے ہوئے ہیں۔ تین اور مضامین بھی اس کتاب میں شامل ہیں جن کے عنوانات ہیں (۱) پریم چند سوز وطن سے کفن تک (۲) توبتہ النصوح۔ نوبالغوں کا ناول (۳) اقبال کے شعری اسلوب کا ارتقا۔ بانگ درا کے آئینے میں۔

جناب عصمت جاوید کی ایک اور کتاب ”نئی اردو قواعد“ ہے، جو ۱۹۸۱ میں ترقی اردو بیورو نئی دہلی کی جانب سے شائع ہوئی۔ یہ ایک ایسی توضیحی قواعد ہے، جس میں اردو زبان کی توضیح لسانیات کی روشنی میں کی گئی ہے۔ اس سے قبل جتنی بھی قواعد لکھی گئی ہیں، خواہ مولوی عبدالحق کی قواعد ہو یا کوئی اور، وہ عربی یا انگریزی قواعد کے نمونے پر ہیں اور اس اعتبار سے روایتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی قواعد میں پہلی بار نئے مباحث اٹھائے گئے ہیں۔ قواعد نویسی میں انہوں نے لسانیات کی روشنی میں قواعد نویسی کے طریق کار کو اردو زبان کی نوعیت اور ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنایا ہے۔ صرف و نحو کے علاوہ اردو صوتیات سے بھی بحث کی گئی ہے۔ روایتی قواعد نویسی



کے برخلاف یہ نئی اردو قواعد اہل زبان کے لیے لکھی گئی ہے۔ اہل زبان اپنی زبان کی ساخت کا شعوری علم نہیں رکھتے۔ اس نئی قواعد میں زبان کے پیچ و خم کا علم شعور کی سطح پر لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ عام طور پر قواعد نویسی کے سلسلے میں تحریری زبان ہی کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ لیکن اس قواعد میں بول چال والی زبان کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ کیونکہ بول چال والی زبان ہی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ پہلی بار ڈاکٹر صاحب نے بول چال کی زبان پر توجہ کی ہے۔ اس طرح نئی قواعد میں پہلی بار نئے مباحث ملتے ہیں اور یہ اعتراف کرنا ہی پڑتا ہے:

جس طرف دیکھا نہ تھا اب تک ادھر دیکھا تو ہے

اپنی ایک اور تصنیف لسانیاتی جائزے میں ڈاکٹر عصمت جاوید نے زبان و ادب کے بعض مسائل کو لسانی نقطہ نظر سے دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ یہ مجموعہ مہاراشٹر اردو اکیڈمی کے تعاون سے ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا تھا۔ ان مضامین میں ڈاکٹر صاحب نے اس بات پر غور کیا ہے کہ آخر اردو زبان میں اصلاح املا کی ضرورت ہے بھی یا نہیں۔ اردو زبان کے تعلق سے ان کی سوچی سمجھی رائے ہے کہ اردو کھڑی بولی کا نکھر استہرا اور ترقی یافتہ روپ ہے۔ ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ اردو اپنے ارتقائی سفر کی ابتدائی منزل میں پالی کی ہم سفر تھی۔ اس نظریے کو ڈاکٹر شوکت سبزواری نے اپنے تحقیقی مقالے میں پیش کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اردو اور پالی کے نام نہاد رشتے سے تفصیلی بحث کی ہے۔ ایک اور مضمون میں انہوں نے عربی عروض اور سنسکرت چھند پر بھی روشنی ڈالی ہے اور اپنی غور کردہ رائے استدلال کے ساتھ پیش کی ہے۔ چونکہ اردو عروض کی بنیاد عربی عروض پر ہے اس لیے اردو پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ عربی عروض اس کے لیے غیر فطری ہے۔ استدلال یہ ہے کہ اردو آریں زبان ہے اور اسے غیر آریں عروض میں جکڑا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب نے عروض اور سنسکرت چھند کا تقابلی مطالعہ کیا ہے اور عربی اور ہندی پنگل کی بعض مشترکہ بحروں کی نشاندہی کرتے ہوئے اس اعتراض کا جواب دیا ہے۔

اردو عروض کو وسعت دینے کے سلسلے میں نئے نئے تجربے بھی کئے گئے ہیں۔ انگریزی عروض میں اردو شعر کہنے کے کچھ تجربے ہوئے ہیں اور بعض نقادوں نے اردو بحر میں وسعت پیدا کرنے کے لیے انگریزی عروض کی طرح آزادی اختیار کرنے کی بات بھی کی ہے۔ ڈاکٹر عصمت جاوید نے اردو اور انگریزی عروض کا تقابلی مطالعہ کیا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ اردو اور انگریزی عروض



کے درمیان ناقابل عبور خلیج حائل ہے اور اس کی وجہ دونوں زبانوں کی لسانی مزاج کا فرق ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے وزن اور آہنگ کے فرق کو بھی اپنی بحث کا موضوع بنایا ہے۔ انھوں نے ڈاکٹر مغنی تبسم کے اس خیال سے اتفاق کیا ہے کہ شعر کی معیاری قرأت تقطیع کے مطابق اور وزن کے اوقات کی تابع نہیں ہوتی۔ آہنگ کا تعلق عروض اور نغمے کی مزاج شناسی سے ہے۔ آہنگ کا شاعر کے اندرونی تجربے سے بھی گہرا تعلق ہے۔

اردو رائٹرز گلڈس الہ آباد کی جانب سے جناب عصمت جاوید کی کتاب ”ادبی تنقید“ ۱۹۷۸م میں شائع ہوئی۔ جس کا انتساب انھوں نے نئی نسل کے نام کیا ہے یہ دراصل ہڈسن کی کتاب کے ایک باب کا ترجمہ ہے، جس کا موضوع تنقید ہے۔ ہڈسن نے تنقید کے صرف ظاہری اور سطحی پہلوؤں سے بحث کی ہے۔ جب کہ تنقید ایک پیچیدہ اور تہہ دار فن ہے۔ انگریزی میں تنقید پر بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ ان کے پیش نظر ہڈسن کی کتاب ابتدائی نوعیت کی لگتی ہے۔ البتہ یہ کتاب ادب کے طالب علم کے لیے کارآمد ہو سکتی ہے۔ اس کتاب کے پیش لفظ میں ڈاکٹر صاحب نے تنقید کے تمام پہلوؤں سے بحث کی ہے۔

کافکا کے ناولٹ کا ترجمہ ”قلب ماہیت“ کے نام سے ڈاکٹر صاحب نے کیا ہے۔ اس ناولٹ کا شمار کافکا کی بہترین کہانیوں میں ہوتا ہے۔ جدیدیت کے علم بردار کافکا کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ کافکا بچپن ہی سے خود اعتمادی سے محروم اور ایک نامعلوم احساس جرم کا شکار تھا۔ خود اذیتی کا جذبہ اور شدید داخلی کرب کافکا کی اکثر کہانیوں کی بنیاد ہے۔

انگریزی ترجموں کے علاوہ جناب عصمت جاوید نے علامہ اقبال کی مشہور مثنوی ”اسرار خودی“ اور ”رموز بے خودی“ کا منظوم ترجمہ بھی کیا ہے جو ۱۹۹۱ اور ۱۹۹۸ میں بالترتیب شائع ہوئے۔ فرد کی خودی کے تعلق سے علامہ اقبال نے اپنے تصور خودی کو ”اسرار خودی“ کے نام سے مثنوی کی صورت میں پیش کیا ہے اور ”رموز بے خودی“ میں ملت کی خودی کا تصور اسلامی عقیدے کی روشنی میں واضح کیا ہے۔ انھوں نے ملت کی خودی میں فرد کی خودی کے ضم ہونے کو بے خودی سے تعبیر کیا ہے۔

پاکستان سے ۱۹۹۷ میں شائع ہونے والی کتاب گلہانگ خیام ہے، جس میں عمر خیام کی (۱۵۰) رباعیوں کا منظوم ترجمہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے حرف آغاز میں بتلایا ہے کہ عمر خیام کا



نظریہ حیات صرف عیش کوشی اور شراب ہی سے عبارت نہ تھا۔ اگر اس کے فلسفہ عیش امروز کا تجزیہ کریں تو ہمیں اس کی تہہ میں شدتِ غم کا وہ جذبہ ملے گا، جو خود آگہی کی دین ہوتا ہے۔ اس کے فلسفہ نشاط میں درد مندی، یاسیت، بے بسی اور انسانی شعور کی نارسائی کا ایک زخمی احساس کارفرما تھا وہ ایک جھنجھلاہٹ اور انتقام کے جذبے کے تحت وہ اس زندگی سے آخری قطرہ نشاط پی جانے کا مشورہ دیتا ہے۔ عصمت جاوید کہتے ہیں کہ یہ زندگی کے ساتھ گھائے پر کیا ہوا سودا ہے اور قاری کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ رباعیات خیام سے ایک ”محفوظ فاصلے“ کے ساتھ لطف اندوز ہوں۔

ترجمہ کا فن ایک مشکل فن ہے اور ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو تخلیق سے مشکل تر ہے۔ ہر تخلیق اظہار کا پیرا ہن اپنے ساتھ لاتی ہے اور تخلیق کار کو پیرایہ اظہار کا کام شعوری طور پر انجام دینے کی بہت کم ضرورت ہوتی ہے، لیکن ترجمے میں تخلیق کار کا داخلی وجدان شریک نہیں رہتا۔ اسے فنی مہارت کے بل بوتے پر ایک اجنبی زبان کے اظہار کو ایک دوسری زبان میں منتقل کرنے کا ادق کام انجام دینا پڑتا ہے، جو خالص فنی سطح پر ہوتا ہے۔ منظوم ترجمہ تو اور بھی مشکلات سے دوچار کر دیتا ہے۔ ڈاکٹر عصمت جاوید نے نثری اور منظوم ترجمے نہایت قادر الکلامی کے ساتھ کیے ہیں۔ محض خیالات کا ترجمہ کر دینا تو نسبتاً آسان ہے، لیکن اصل تخلیق کے جذبات، احساسات، کرب، سوز اور تاثر کو اسی صوت و آہنگ اور لسانی نزاکتوں، علائم و استعاروں کے ساتھ منتقل کرنا ناممکن ہے۔ ترجمہ ایک میکاکی عمل ہے، تخلیقی عمل کو میکاکی عمل کے ذریعہ منتقل نہیں کیا جاسکتا۔ مگر ڈاکٹر عصمت جاوید ایک مترجم پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے پوری طرح عہدہ برآ ہوئے ہیں اور ان کے ترجمے ماقبل کے ترجموں سے زیادہ بہتر، زیادہ موثر اور اصل سے زیادہ قریب ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی ایک اور مطبوعہ کتاب ”مرہٹی آموز“ ہے جو مہاراشٹر اردو اکیڈمی کی جانب سے ۱۹۹۲ میں اشاعت پذیر ہوئی۔ یہ کتاب اردو داں حضرات میں مرہٹی زبان کی استعداد پیدا کرنے کے لیے مفید ہے۔ اس کتاب میں نئی زبان سکھانے کا غیر روایتی طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

ان تصنیفات کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے بچوں اور بالغوں کے لیے بھی کتابیں لکھی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی دیگر علمی مصروفیتیں بھی قابل ذکر ہیں۔ مرہٹواڑہ یونیورسٹی میں ریسرچ گائیڈ کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ایس۔ ایس۔ سی بورڈ کے تحت ریاست مہاراشٹر کے لیے



اردو زبان کی جتنی بھی کتابیں تیار ہوئیں، ان میں عصمت صاحب ایڈیٹر، چیف ایڈیٹر یا کنوینر کی حیثیت سے شامل رہے۔ مطبوعہ کتابوں کے علاوہ مختلف رسائل میں بے شمار علمی و ادبی مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ آپ نے مختلف کتابوں کے مقدمے، پیش لفظ اور دیباچے لکھے اور بہت ساری کتابوں پر تبصرے بھی کیے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان تمام مضامین اور تبصروں کو جو بکھرے ہوئے ہیں، ایک جگہ کر کے ان کا انتخاب کتابی شکل میں شائع کیا جائے تاکہ یہ علمی و ادبی کام محفوظ ہو جائے۔ ڈاکٹر صاحب کے پاس مسودوں کی شکل میں بھی بہت سارا اہم علمی و ادبی کام پڑا ہوا ہے۔ انھیں بھی کتابی شکل دینے کی ضرورت ہے۔ یہ کام مہاراشٹر اردو اکیڈمی، وجد میموریل ٹرسٹ یا کوئی اور ادارہ کر سکتا ہے۔ اس طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے۔

عصمت جاوید کی نثری کاوشوں اور کارناموں اور علمی مصروفیتوں کو دیکھتے ہوئے یہ تصور کرنا بھی مشکل ہے کہ ایسا شخص شاعر بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ عصمت جاوید بنیادی طور پر شاعر ہیں۔ انھوں نے قطعات بھی کہے ہیں اور نظمیں بھی لیکن قطعات اور نظموں کا انتخاب ابھی تک طباعت کے انتظار میں ہے البتہ غزلوں کا انتخاب 'اکیلا درخت' کے نام سے ۱۹۹۸م میں ہمارے سامنے آیا ہے۔ کتاب کا نام شاعرانہ تعالیٰ ہے، لیکن ابتدا ہی میں ہمیں عصمت صاحب کی خاکساری کا یہ ثبوت ملتا ہے، وہ کہتے ہیں:۔

جو مجھ پہ نثر کا ہوتا نہ قرض اے جاوید

میں شاعری میں بڑا نام کر گیا ہوتا

غالباً اس شعر نے انھیں نقصان بھی پہنچایا اور یہ سمجھا جانے لگا کہ ڈاکٹر عصمت جاوید تو لسانیات ہی کے آدمی ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ ماہر لسانیات، محقق، نقاد، تبصرہ نگار اور اردو ادب کے استاد کی حیثیت سے وہ برصغیر ہندو پاک کے ادبی حلقوں میں نہ صرف جانے پہچانے جاتے ہیں، بلکہ قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔ اس طرح ان کی شاعری ان کی علمیت کے پس پردہ ہی رہی۔ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ جب بھی کسی نقاد یا محقق نے شاعری کی ہے تو اس کی شاعری تنقیدی و تحقیقی شعور کے بوجھ تلے شدت احساس سوز، کرب، تاثر، غنائیت اور نغمگی سے محروم ہو گئی۔ لیکن ڈاکٹر عصمت جاوید استثنائی حیثیت رکھتے ہیں۔ 'اکیلا درخت' کی کئی ایسی غزلیں ہیں جو بہترین غزلوں کے انتخاب میں جگہ پانے کی مستحق ہیں۔ عصمت جاوید کی شاعری ان کے



طویل تجربات اور واردات کا نتیجہ ہے۔ شعر گوئی کا ہنر پختہ ہے۔ ان کی شاعری کا رشتہ ترقی پسند تحریک کی صالح روایات، جدیدیت کے نئے امکانات اور کلاسیکی غزل کی صحت مند روایات سے ہے۔ ابتدا میں صنف غزل کے موضوعات روایتی معاملات حسن و عشق تک محدود تھے۔ مگر غزل ہر دور میں تغیر پذیر رہی ہے۔ ہر انقلاب کا اس نے ساتھ دیا ہے۔ واردات دل کے ساتھ ساتھ حیات و کائنات کی پیش کش کا وسیلہ بنی رہی۔ جذبات نگاری کے دوش بدوش تصوف، فلسفہ، تفکر، احتجاج، سیاسی و انقلابی میلانات کے لیے بھی اس کا دامن وسیع ہوتا رہا۔ آج کی زندگی کے ہمہ جہت موضوعات، طبقاتی اضطراب، ٹوٹی قدریں، اجنبیت، تنہائی، بے گھری، نفسیاتی و جنسی واردات، عالمگیر انسانی تجربات و احساسات اور عصری حسیت کے تمام نقوش غزل کے کینوس پر نمایاں ہیں۔ اور انھی کا عکس عصمت جاوید کی غزل میں بھی موجود ہے۔ ادھر ادھر سے چند شعر مثال کے طور پر پیش ہیں:

وہ تو سورج ہے جہاں جائے گا دن نکلے گا  
رات دیکھی ہو تو سمجھے کہ اندھیرا کیا ہے

وہ چہرہ کیا بتاؤں کہاں تھا، کہاں نہ تھا  
بس اتنا جانتا ہوں وہاں تھا، جہاں نہ تھا

تم مجھ کو قتل کر بھی سکو گے، یہ سوچ لو  
لوگو! صدائے حق ہے سردار میں نہیں

شیشے کا سارا شہر تھا کتنا شکستنی  
لیکن میں احتجاج کا پتھر نہ بن سکا

سائے میں اس کے بیٹھ کے ہم سوچتے کہاں  
جو دھوپ جھیلنے کا سلیقہ شجر میں تھا



در ہیں ہونٹوں کے مقفل، سخت ہے پہرہ بہت  
پھر بھی کہہ جاتا ہے خاموشی سے یہ چہرہ بہت

مرے دیار بدن میں تھا رات بھر روشن  
گیا جو شام ڈھلے آخری کرن کی طرح

دستک ہی ہوگی اب کے، یہ شاید ہوا نہ ہو  
اک بار اور دیکھ وہ در پر کھڑا نہ ہو

بہر حال ڈاکٹر عصمت جاوید ہمارے دور کی ایک اہم علمی و ادبی دیدہ ور شخصیت ہیں اور  
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا۔

میر ہاشم

اورنگ آباد



﴿ ۱ ﴾

شہیدِ ناز او بزمِ وجود است      نیاز اندر نہادِ ہست و بود است  
نمی بینی کہ از مہرِ فلک تاب      بسیمائے سحر داغِ سجود است

\*

ہے ذرہ ذرہ اس کا ناز بردار      نیاز آئینِ فطرت کا ہے جوہر  
کبھی دیکھا تو ہوگا داغِ سجدہ      بہ شکلِ مہرِ سیمائے سحر پر!

\*

All that exists, is enamoured of His charms,  
His supreme authority is challenged by none.  
Have you not seen the mark of prostration  
On the forehead of the morn, mistaken for the sun?

﴿ ۲ ﴾

دلِ من روشن از سوزِ درون است      جہان بین چشمِ من از اشکِ خون است  
ز رمزِ زندگی بیگانہ تر باد      کسے کو عشقِ را گوید جنون است

\*

ہے دل روشن مرا سوزِ دروں سے      جہاں ہیں میری آنکھیں اشکِ خوں سے  
ہے رمزِ زندگی سے دور کتنا      کرے جو عشق کی نسبت جنوں سے

\*

It's Love which illumines my heart with sadness.  
My bleeding eyes can see the entire world.  
Let that wiseman be blind to mysteries!  
Who holds that Love is nothing but madness.



﴿ ۳ ﴾

بہ باغاں با دِ فروردیں دہد عشق  
بہ باغاں غنچہ چوں پرویں دہد عشق  
شعاعِ مہرِ او قلمز م شگاف است  
بما ہی دیدہ رہ میں دہد عشق

\*

خیاباں میں ہے بادِ عنبریں عشق  
جو دریا چیر کر راہیں نکالے  
بیاباں کو بھی کردے گل زمیں عشق  
تو ماہی کو بھی کردے راہ میں عشق

\*

It's Love which gives gardens a shower-bath.  
It's Love which makes the deserts blossom.  
It's Love which splits the surging ocean.  
It's Love which makes the fish seek its path.

﴿ ۴ ﴾

عقابان را بہائے کم نہد عشق  
تدروان را بہازاں سردہد عشق  
نگہ دارد دلِ ماخویشتن را  
و لیکن از کمینش بر جہد عشق

\*

عقابوں کو بھی کم مایہ کرے عشق  
سنجھل اے دل! نہ جانے کب اچانک  
چکوروں کے جو دل میں جا کرے عشق  
اچھل کر گھات سے حملہ کرے عشق

\*

Love releases partridges to hawks for fight  
And puts the latter to disgraceful flight.  
Though for self-guarding, our hearts may have a knack,  
Love, lying in wait, springs in a surprise attack.



﴿ ۵ ﴾

بہ برگِ لالہ رنگ آمیزیِ عشق      بجانِ ما بلا انگیزیِ عشق  
اگر این خاکدان را واشگافی      درونش بگری خونریزیِ عشق

\*

گل لالہ میں رنگ آمیزیِ عشق      قیامت ہے بلا انگیزیِ عشق  
زمیں کا چیر کر سینہ جو دیکھیں      وہاں بھی پائیں گے خونریزیِ عشق

\*

It's Love which makes the tulips bleed.  
It's Love which causes commotion to breed.  
If you split the earth (and view its rocky bed),  
You'll find it flooded with Love's bloodshed.

﴿ ۶ ﴾

نہ ہر کس از محبت مایہ داراست      نہ باہر کس محبت سازگار است  
بروید لالہ با داغِ جگر تاب      دلِ لعلِ بدخشاں بے شرار است

\*

نہ ہر دل میں محبت کا گزر ہے      نہ ہر دل پر محبت کا اثر ہے  
لیے داغِ جگر اگتا ہے لالہ      مگر لعلِ بدخشاں بے شرر ہے

\*

Love doesn't fall to every body's lot  
Nor does Love benefit all and sundry.  
The red-hot tulip shines with its burnt spot,  
While cold and sparkless is the blood-red ruby.



﴿ ۷ ﴾

دریں گلشن پریشاں مثلِ بوم  
نمی دانم چه می خواہم چه جویم  
برآید آرزو یا بر نیاید  
شہیدِ سوز و سازِ آرزویم

\*

نہیں معلوم، کیا شے ڈھونڈتا ہوں  
چمن میں میں پریشاں مثلِ بوم ہوں  
بر آئے آرزو یا بر نہ آئے  
شہیدِ سوز و سازِ آرزوں ہوں

\*

Albeit roaming like the vagabond smell,  
What I am seeking, I can not tell.  
Irrespective of the fulfilment of desire.  
I'm dwelling in its constantly blazing fire.

﴿ ۸ ﴾

جہاں مشتِ گل و دلِ حاصلِ اوست  
ہمیں یک قطرہ خونِ مشکلِ اوست  
نگاہِ ما دو ہیں افتادہ ورنہ  
جہانِ ہر کسے اندر دلِ اوست

\*

لہو کی بوند ہونے پر بھی یہ دل  
ہمیں دو دیکھتے ہیں ورنہ دنیا  
اسی دنیا کی جاں، اس کا ہی حاصل  
ہر اک انساں کی، اس کے دل میں داخل

\*

It's heart that counts, not the world of mud,  
Though the heart is but a drop of blood.  
Though the eyes are accustomed to see things apart,  
Every one's world is carried in one's heart.



﴿ ۹ ﴾

سحر می گفت بلبل باغباں را  
 بہ پیری می رسد خارِ بیاباں  
 دریں گل جز نہاںِ غم نگیرد  
 ولے گل چوں جواں گردو بمیرد

\*

سحر، کہتی تھی بلبل باغباں سے  
 بڑھاپے تک یہاں جیتے ہیں کانٹے  
 یہ آئینِ چمن کی ہے بڑی بھول!  
 جواں ہوتے ہی مرجاتے ہیں سب پھول

\*

The nightingale, once, complained to the Morn:  
 "The earth grows naught but the Tree of Gloom.  
 Blest with long life is the unworthy thorn,  
 While the flower dies in the prime of its bloom!"

﴿ ۱۰ ﴾

جہانِ ما کہ نابودست بودش  
 کہن را نوگن و طرحِ دگر ریز  
 زیاں تو امِ ہی زاید ز سودش  
 دلِ ما برنتا بد دیر و زودش

\*

یہ ہست و بود کی دنیا بدل ڈال  
 پرانے ہو گئے اس کے طریقے  
 زیان و سود کی دنیا بدل ڈال  
 یہ دیر و زود کی دنیا بدل ڈال

\*

This world, with its tendency to grow and decay.  
 Its hide-bound laws of profits and losses  
 And quick-cum-time consuming process  
 Has grown old; make a New World, instead I pray.



## ﴿ ۱۱ ﴾

نوائے عشق را ساز است آدم  
جہاں او آفرید، این خوبتر ساخت  
کشاید راز و خود راز است آدم  
مگر با ایزد انباز است آدم

\*

ہے خود ہی راز، خود ہی راز جو ہے  
کرے وہ خلق، یہ بہتر بنائے  
ربابِ عشق کا ہے تار آدم  
خدا کا ہے شریکِ کار آدم

\*

Adam, the divine lover, carries to perfection  
The Universe which was initiated by the Maker;  
Explorer of mysteries, though a mystery himself,  
Ought not he be called, "The Fellow Creator?"

## ﴿ ۱۲ ﴾

نہ من انجام نے آغاز جویم  
گراز روئے حقیقت پردہ گیرند  
ہمہ رازم جہانِ راز جویم  
ہمہ بوک و مگر را باز جویم

\*

سراغِ ابتدا و انتہا سے  
حقیقت سے جو پردہ اٹھ بھی جائے  
مجھے کیا؟ میں سراپا راز جو ہوں  
میں 'شاید' اور 'مگر' کو پھر بھی ڈھونڈوں

\*

Though myself a mystery, I am an eternal explorer,  
Even in case, Reality lifts Its curtain  
I shall still hesitate to call It certain,  
It's 'Ifs and Buts' that I shall reseek further.



﴿ ۱۳ ﴾

دلا نارائی پروانہ تاکے      نگیری شیوہ مردانہ تاکے  
یکے خود را بسوزِ خویشتن سوز      طوافِ آتشِ بیگانہ تاکے

\*

تری پروانہ کیشی کب تک اے دل؟      تو خود اپنے پہ شیدا کیوں نہیں ہے؟  
کہاں تک یہ طوافِ آتشِ غیر      تجھی میں آگ پیدا کیوں نہیں ہے؟

\*

How long, moth-like, will you dive  
Into the fire and commit the unmanly suicide?  
How long this dance around the flame outside?  
Have a plunge into your inner fire and thrive!

﴿ ۱۴ ﴾

تنے پیدا کن از مشتِ غبارے      تنے محکم تر از سنگین حصارے  
درون او دلِ دردِ آشنائے      چو جوئے در کنارِ کوہسارے

\*

تو مشتِ خاک سے پیدا کراک تن      تن محکم کہ جو سنگِ گراں ہو  
پھر اس تن میں بنا دردِ آشنا دل      ندی جیسے پہاڑوں میں رواں ہو

\*

Build a body out of a handful of dust,  
Harder than the stone-walled citadel,  
Develop therein a Heart, malleable yet robust  
As a meandering stream through a rugged vale.



## ﴿ ۱۵ ﴾

ز آب و گل خدا خوش پیکرے ساخت  
و لے ساقی بآن آتش کہ دارد  
جہانے از ارم زیبا ترے ساخت  
ز خاکِ من جہانِ دیگرے ساخت

\*

خدا نے تجھ کو خوش پیکر بنایا  
مگر ساقی<sup>(۱)</sup> نے دے کر آنچ اپنی  
ارم سے یہ جہاں بہتر بنایا  
مجھی سے عالمِ دیگر بنایا

\*

My body was made a beauty by God,  
More beautiful than the garden of Heaven.  
But the <sup>1</sup>Cup-bearer, with the help of his liquid fire,  
Kneaded my clay into a different world.

## ﴿ ۱۶ ﴾

بہ یزداں روزِ محشر برہمن گفت  
و لیکن گر نہ رنجی با تو گویم  
فروعِ زندگی تابِ شرر بود  
صنم از آدمی پائندہ تر بود

\*

برہمن نے کہا محشر میں حق سے  
برا مت مان گر تجھ سے یہ کہہ دوں  
ترا آدم فقط مشتِ شرر تھا  
مرا بت اس سے تو پائندہ تر تھا

\*

The Brahmin, on the Last Day, addressed God,  
"The life-spark Thou created was of short duration.  
Excuse me if I claim that the idol I made  
Was more stable than Man, Thou had created".



﴿ ۱۷ ﴾

گزشتی تیز گام اے اخترِ صبح  
من از نا آگہی گم کردہ راہم  
مگر از خوابِ ما بیزار رفتی  
تو بیدار آمدی بیدار رفتی

\*

تو اے نجمِ سحر! اے تیز رفتار  
ادھر ہم خوابِ غفلت میں، ادھر تو  
ہماری نیند سے شاید تھا بیزار  
گیا بیدار، آیا بھی تھا بیدار

\*

Oh you, the quick-paced Morning Star on high,  
You kept vigil at night, while we men slept.  
Our sleep displeased you, perhaps, that's why  
Vigilant you came and vigilant you left.

﴿ ۱۸ ﴾

تہی از ہائے و ہو میخانہ بودے  
نبودی عشق و این ہنگامہ او  
گلِ ما از شررِ بیگانہ بودے  
اگر دلِ چوں خرد فرزانہ بودے

\*

نہ شور و غل، نہ یہ میخانہ ہوتا  
نہ ہوتا عشق، نئے ہنگامہ عشق  
ہر اک باہم دگر بیگانہ ہوتا  
اگر دلِ عقل سا فرزانہ ہوتا

\*

Had the heart been as wise as the head,  
The taverns would have been devoid of commotion.  
Man would have been without emotion,  
The world would have been the abode of the dead.



﴿ ۱۹ ﴾

تُرا اے تازہ پرواز آفریدند  
سراپا لذتِ بال آزمائی  
ہوس مارا گراں پرواز دارد  
تو از ذوقِ پریدن پر کشائی

\*

اے تازہ واردِ میدانِ پرواز  
گراں پرواز ہم بارِ ہوس سے  
ہے تجھ میں ذوقِ قوتِ آزمائی  
مبارک تجھ کو شوقِ پر کشائی

\*

Oh thou, the young bird! How ambitious thou art!  
With the desire to scale the higher skies,  
Lust prevents us from flying as far,  
But a vast firmament before thee lies.

﴿ ۲۰ ﴾

چہ لذتِ یارب اندر ہست و بود است  
دلِ ہر ذرہ در جوش نمود است  
شگافد شاخ را چون غنچہ گل  
تبسم رمز از ذوقِ وجود است

\*

عجب ہے لذتِ ایجادِ یارب  
کلی جب شاخِ گل سے پھوٹی ہے  
ہیں سب سرشارِ ذوقِ زندگی سے  
تو ہنس پڑتی ہے فرطِ سرخوشی سے

\*

The taste for life is a delicacy to relish,  
All creation is anxious to flourish,  
When the sprouting rose-bud splits the bough,  
With a playful smile it shoots above.



﴿ ۲۱ ﴾

شنیدم در عدم پروانہ می گفت  
پریشان کن سحر خاکترم را  
دے از زندگی تاب و تہم بخش  
و لیکن سوز و سازِ یک شہم بخش

\*

دعا کرتا تھا پروانہ عدم میں  
سحر دم، میری خاکتر اڑا دے  
”شرر کی زندگی یارب! مجھے بخش  
مگر بے تابیِ یک شب مجھے بخش“

\*

Before birth, the moth requested the Creator:  
"Give me a breath-ful of restless strife,  
Scatter my ashes in the morn if thou likest,  
But give me a night-long burning life".

﴿ ۲۲ ﴾

مسلماناں مرا حرفی ست در دل  
نہانش دارم از آزر نہاداں  
کہ روشن تر زجانِ جبرئیل است  
کہ این سرے ز اسرارِ خلیل است

\*

مسلمانو! مرے دل میں ہے وہ بات  
میں کیوں آزر نہادوں کو بتاؤں؟  
جو رازِ ہم نوایانِ چمن ہے  
کہ یہ سرِّ خلیلِ بت شکن ہے

\*

Oh Muslims, I have a word to confide with you,  
More enlightening, than the Word of the Holy Ghost.  
I have withheld it from the idol-minded ones,  
It is the secret of Abraham, the iconoclast.



﴿ ۲۳ ﴾

مرا تنہا گزاری اے دل اے دل  
مگر کارے نداری اے دل اے دل

بہ کولیش رہ سپاری اے دل اے دل  
دمادم آرزو ہا آفرینی!

\*

مجھے تو نے کیا بد نام، اے دل  
تجھے آتا بھی ہے کچھ کام، اے دل

اُسی کوچے میں مجھ کو لے چلا پھر!  
تمناؤں کی بارش کے علاوہ

\*

Oh heart! My heart! Don't make me go in search  
Of my Lady-Love and leave me in the lurch.  
It appears thou hast no other job on hand  
Except to create a heap of desires (like the desert sand).

﴿ ۲۴ ﴾

ولے از خویشتن نا آشنائی  
کہ از زیرِ زمیں نخلی بر آئی

رہے در سینہ انجم کشائی  
یکی بر خود کشا چون دانہ چشمی

\*

مگر اب تک ہے خود سے بے خبر تو  
کہ نکلے خاک سے مثلِ شجر تو

ستاروں میں گزر گاہیں نکالیں  
مثالِ دانہ زیرِ خاک کھول آنکھ

\*

You do have an access to stardom free,  
But still you are stranger to your inner self,  
Germinate like a seed lying underground,  
That you may grow into a giant huge tree.



﴿ ۲۵ ﴾

سحر در شاخسارِ بوستانے  
چہ خوش می گفت مرغِ نغمہ خوانے  
بر آور ہرچہ اندر سینہ داری  
سرودے نالہ آہے فغانے

\*

سحر، کہتا تھا اک مرغِ خوش الحان  
کھپا رکھو نہ سینے میں، نکالو  
کہاں ہے مستی مئے، نعمہ نئے؟  
کوئی نغمہ، کوئی نالہ، کوئی لے!!

\*

A singing bird while perching on a tree  
Was telling in the garden to every body,  
"Bring out whatever's in your heart -- a cry of joy,  
A melody; a plaint or a deeply heaved sigh".

﴿ ۲۶ ﴾

ترا یک نکتہ سربستہ گویم  
بمیری گر بتن جانے نداری  
اگر درسِ حیات از من بگیری  
وگر جانے بتن داری نمیری

\*

اگر لینا ہے درسِ زندگانی  
جو تن محروم جاں ہو، تو بھی مرجائے  
تو مجھ سے سیکھ یہ گر زندگی کا  
جو تن دارائے جاں ہو، تو بھی زندہ

\*

If you want to know what's life and its goal,  
Let me confide you with a top - guarded secret,  
You are life-less with a soul-less body  
And full of life with an embodied soul.



﴿ ۲۷ ﴾

حدیثِ سوزِ او آزارِ گوشِ است  
کہ جانشِ سختِ کوشِ و شعلہِ نوشِ است

بہلِ افسانہٴ آنِ پا چرانے  
منِ آنِ پروانہٴ را پروانہٴ دانم

\*

بہتِ سختیِ طلبِ ہے جاںِ فروشی  
جو رکھتا ہو مذاقِ شعلہِ نوشی

تو جل کر مرنے والوں کی نہ کربات  
میں اس پروانے کو پروانہٴ جانوں

\*

Avoid to tell me the ear-rending story  
Of the moth, lying dead at the foot of the candle,  
As for me, that moth is worth its name  
Which, sustaining agony, gulps alive the flame.

﴿ ۲۸ ﴾

منِ آنِ آبےِ طربنا کے ندارم  
چو گلِ جزِ سینہٴ چاکے ندارم

ترا از خویشتنِ بیگانہٴ سازد  
باز آرمِ مجوِ دیگرِ متاعِ

\*

نہیں پیتا میں وہ آبِ طربِ ناک  
کہ مثلِ گلِ میرا سینہٴ ہے صد چاک

جو اپنے آپ کو بیگانہٴ کردے  
یہی میری متاعِ بے بہا ہے

\*

I don't possess the liquor with a joy exiting power  
Which makes one oblivious of one's self.  
You have come to the wrong shop if you ask for anything  
Except my chest split into the petals of a rose flower



﴿ ۲۹ ﴾

زیاں بنی ز سیرِ بوستانم      اگر جانتِ شہیدِ جستجو نیست  
نمایم آنچه ہست اندر رگِ گل      بہارِ من طلسمِ رنگ و بو نیست

\*

مرے سیرِ گلستاں سے تجھے کیا؟      اگر شیدا نہیں تو جستجو کا  
بتاتا ہوں رگِ گل کے میں اسرار      تو دیوانہ طلسمِ رنگ و بو کا

\*

If you have no zeal for seeking the Truth,  
My visit to the garden will bring you no gains.  
To me, the spring is not the talisman of colours,  
I point out what's within the flowers' veins.

﴿ ۳۰ ﴾

بروں از ورطہ بود و عدم شو      فزوں تر زین جہانِ کیف و کم شو  
خودی تعمیر کن در پیکرِ خویش      چو ابراہیم معمارِ حرم شو

\*

نکل آ ورطہ بود و عدم سے      کچھ اوپر اٹھ جہانِ کیف و کم سے  
خودی تعمیر کر پیکر میں اپنے      تجھے نسبت ہے ”معمارِ حرم“ سے

\*

Come out of the whirl-pool of entity-non-entity,  
Rise above the world of quality and quantity  
And build the Inner self in your body confine,  
Like Abraham who raised the Holy shrine.



﴿ ۳۱ ﴾

ز مرغانِ چمن نا آشنایم      بشاخِ آشیاں تنہا سرایم  
اگر نازک دلی از من کراں گیر      کہ خونم می تر اود از نوایم

\*

نہیں واقف میں مرغانِ چمن سے      کہ تنہا چہچہانا میری خو ہے  
اگر نازک ہے تیرا دل، تو مت سن      مری آواز میں شامل لہو ہے

\*

Unlike my friends; the other garden birds,  
I sing lonely on the branch of my nest.  
Leave me alone, if thou hast a delicate heart,  
My songs ooze blood, (thy heart wilt smart).

﴿ ۳۲ ﴾

جہان یارب چہ خوش ہنگامہ دارد      ہمہ را مستِ یک پیانہ کردی  
نگہ را از نگہ آمیز دادی      دل از دل جاں ز جاں بیگانہ کردی

\*

عجب دنیا بنائی تو نے یارب      ہر اک کو مستِ یک پیانہ رکھا  
نگاہوں کو نگاہوں سے ملایا      تو دل کو دل سے بھی بیگانہ رکھا

\*

Thy world, oh God, is full of pleasing uproar,  
Though Thou hast made all, of the common core,  
Yet the stranger is the heart to heart and the soul to soul,  
But, the eyes do greet others' eyes, whenever they meet.



﴿ ۳۳ ﴾

سکندر با خضر خوش نکتہ گفت  
تو این جنگ از کنارِ عرصہ بنی  
شریک سوز و سازِ بحر و بر شو  
بمیر اندر نبرد و زندہ تر شو

\*

سکندر نے کہا اک دن خضر سے  
کنارے سے نہ کر نظارہ جنگ  
شریکِ سوز و سازِ بحر و بر ہو  
تو لڑ کر جان دے اور زندہ تر ہو

\*

Alexander, told Khizer, "Why dost thou flee?  
Share the joys and pains of the land and sea.  
Thou art a distant on-looker only, not a fighter,  
Join the struggle; die and thus live forever".

﴿ ۳۴ ﴾

سریرِ کیقباد، اکلیلِ جمِ خاک  
و لیکن من ندانم گوہرم چیست  
کلیسا و بتستان و حرمِ خاک  
نگاہم برتر از گردوں تنم خاک

\*

ہے تخت کیقباد و تاجِ جمِ خاک  
خدا جانے ہماری اصل کیا ہے  
کلیسا ہو کہ ہوں دیر و حرم، خاک  
نظر گردوں سے اونچی اور ہم، خاک

\*

The throne of Kaikoba'd and Jamsby'd's cup,  
The churches, the shrines-all've reduced to dust.  
Dust I am too, yet I look beyond the skies,  
I don't know with what quintessence I'm made-up.



## ﴿ ۳۵ ﴾

اگر در مشّتِ خاک تو نہادند  
دلِ صد پارہِ خوں نا بہ بارے  
ز ابرِ نو بہاراں گریہ آموز  
کہ از اشکِ تو روید لالہ زارے

\*

مشیت نے اگر تجھ کو دیا ہے  
دلِ صد پارہِ غم ناک و خوں بار  
تو پھر ابرِ بہاراں کی طرح رو  
کہ اشکوں سے اُگیں تیرے چمن زار

\*

If your clayey body happens to shroud  
A broken heart, ready to sprinkle blood-showers,  
Learn how to shed tears from the Vernal Cloud  
That, your tears may bring forth flowers.

## ﴿ ۳۶ ﴾

دما دم نقشِ ہاے تازہ ریزد  
بیک صورتِ قرارِ زندگی نیست  
اگر امروزِ تو تصویرِ دوش است  
بخاکِ تو شرارِ زندگی نیست

\*

ہر اک لمحہ، بناتا ہے زمانہ  
نئے نقش و نگارِ زندگی  
اگر ہے آج تیرا کل کی تصویر  
نہیں تجھ میں شرارِ زندگی

\*

Like a painter, the ever-changing Life paints fast  
Fresh pictures of the incoming and outgoing moments.  
One lacks indeed the spark of life  
If one's present is the replica of its past.



﴿ ۳۷ ﴾

چو ذوقِ نغمہ ام در جلوتِ آرد  
چو می خواہم دے خلوتِ گزینم  
قیامتِ افگنم در محفلِ خویش  
جہاں را گم کنم اندر دلِ خویش

\*

ہو دلِ نغمہ سرائی پر جو مائل  
مگر خلوتِ گزینی پر جو آئے  
تو بن جاتا ہے پل میں جانِ محفل  
تو خود میں گم کرے دنیا کو یہ دل

\*

When my desire to sing brings me before a congregation,  
The listeners applaud me in a big ovation.  
But when to a secluded place I depart,  
No trace of the outer world is found in my heart.

﴿ ۳۸ ﴾

خرد چوں سوز پیدا کرد دل شد  
چو یکدم از تپش افتاد گل شد  
چہ می پرسی میانِ سینہ دل چیست  
دل از ذوقِ تپش دل بود لیکن

\*

خرد میں سوز تھا تو دل بنا دل  
تڑپتا تھا تو لگتا تھا کہ دل ہے  
وہی دل، دل ہے جو ہوتا ہے صد چاک  
تڑپنا چھوڑتے ہی بن گیا خاک

\*

Your query: "What's the heart?" I admire!  
The heart is the creation of my intellectual Fire.  
It's this fire which brings my heart into play,  
The moment it's off, the heart's a lump of clay.



﴿ ۳۹ ﴾

خرد گفت او پچشم اندر نغجد  
نگاہ شوق در اُمید و بیم است  
نمی گردد کہن افسانہ طور  
کہ در ہر دل تمنائے کلیم است

\*

خرد نومید دیدار الہی  
امید و بیم میں ہے شوق پھر بھی  
کہن ہوتا نہیں افسانہ طور  
کہ ہے ہر قلب میں ذوق کلیمی

\*

Reason claims: "You can never see Him,"  
Yet, the hope to see God shall never be dim:  
The "Episode of Sinai," shall never grow old.  
Every one has Moses in his heart's mould.

﴿ ۴۰ ﴾

کنشت و مسجد و بت خانہ و دیر  
جز این مشتِ گلے پیدا نہ کردی  
ز حکم غیر نتواں جز بدل رست  
تو اے غافل دلے پیدا نہ کردی

\*

کیے دیر و حرم تعمیر تو نے  
مگر مٹی میں جان آئے کہاں سے  
تو دل تعمیر کر اب بھی اے ناداں  
کہ ہو آزاد قیدِ این و آں سے

\*

By building mosques, temples, churches, I say  
You have produced nothing but a lump of clay.  
You haven't produced a heart instead, oh sage,  
That trees one from others' bondage.



﴿ ۲۱ ﴾

نہ پیوستم درین بُستاں سرا دل  
چو بادِ صبح گردیدم دے چند  
زبندِ این و آن آزاده رتم  
گلانِ را آب و رنگے دادہ رتم

\*

میں گزرا بے نیازانہ جہاں سے  
صبا بن کر، گلوں میں رنگ بھرتا  
رہا آزاد بندِ این و آن سے  
میں پل دوپل میں گزرا گلستاں سے

\*

I didn't attach my heart to a rosy  
Garden nor have I found it cosy.  
In the garden, like a morning breeze I crept,  
Imparted lustre to the flowers and left.

﴿ ۲۲ ﴾

بخود باز آورد رندِ کہن را  
من این مے چون مغانِ دورِ پیشین  
مے بر ناکہ من در جام دارم  
ز چشمِ مستِ ساقی وامِ کردم

\*

جو لائے ہوش میں رندِ کہن کو  
جو مجھ کو مثلِ میخوارانِ پیشین  
مرے ساغر میں وہ صہبا بھری ہے  
نگاہِ مستِ ساقیٰ سے ملی ہے

\*

I have filled my flask with a fresh wine  
Which brings to senses even a habitual drunkard,  
Like the old imbibers of the hoary past,  
I owe this liquor to the intoxicating eyes of my Cup-bearer<sup>1</sup>

1. The Cup-bearer stands for the Holy Prophet.

۱۔ مراد ساقی کوثر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ



﴿ ۲۳ ﴾

درونِ قطرہ ام پوشیدہ یم کرد  
خلیلِ عشقِ دیرم را حرم کرد

سفالم را مئے او جامِ جم کرد  
خرد اندر سرم بت خانہ ریخت

\*

اسی کے فیض سے یہ قطرہ یم ہے  
خلیلِ عشق کے باعث حرم ہے

اسی مئے سے مرا دل جامِ جم ہے  
جو بت خانہ بنایا تھا خرد نے

\*

Love made my clay into a wine-cup in motion,  
I was but a drop, Love made me an ocean,  
Reason had made my head a temple-so fine,  
But like Abraham, Love converted it into a Holy Shrine.

﴿ ۲۴ ﴾

پرستارِ بتانِ چشم و گوش است  
برہمنِ زادۂ زنار پوش است

خرد زنجیری امروز و دوش است  
صنم در آستین پوشیدہ دارد

\*

خرد حلقہ بگوش دیدہ و گوش  
ہے مثلِ برہمن زنار بردوش

خرد زنجیری امروز و فردا  
چھپائے رکھتی ہے بت آستین میں

\*

Reason, enchained to the limits of ephemeral Time  
Worships only the five sense organs.  
With idols up its sleeves, it carries across its shoulder  
Sacred thread of a Brahmin-born priest.



﴿ ۲۵ ﴾

تنم چودگیراں از خاک و خون است  
ضمیر خاک و خونم بے چگون است

خرد اندر سر ہر کس نہادند  
ولے این راز کس جز من نداند

\*

خرد سے بھی نہیں سر کوئی خالی  
مجھی کو ہے خبر، ہے بے مثالی

بدن ہر اک کا مٹی سے بنا ہے  
مرادل بھی ہے آب و گل کا لیکن

\*

Every one's head carries a mind.  
My body like others' is made of flesh and blood  
But none knows except me the secret that  
The make-up of my conscience is unique of its kind.

﴿ ۲۶ ﴾

کہ جان تو ز خود نامحرمے ہست  
خدا ہم در تلاشِ آدمی ہست

گداے جلوہ رفتی برسرِ طور  
قدم در جستجوے آدمی زن

\*

ترا جانا کہاں کی آگہی ہے  
خدا کو بھی تلاشِ آدمی ہے

خدا کی جستجو میں، برسرِ طور  
تلاشِ آدمی کر تو اے ناداں

\*

You went to the Mount Senai for divine clue  
Without knowing what's within you.  
Find that lurking man within you, if you can,  
God Himself is in search of such a man.



﴿ ۲۷ ﴾

بگو جبریل را از من پیامے      مرا آن پیکرِ نوری ندادند  
ولے تاب و تبِ ما خاکیاں ہیں      بنوری ذوقِ مہجوری ندادند

\*

کوئی جبریل سے کہہ دے کہ انساں      ہے گرچہ پیکرِ نوری سے محروم  
مگر ہم خاکوں کی بھی تڑپ دیکھ      ہیں نوری ذوقِ مہجوری سے محروم

\*

When man is made of dust and angels; of Light,  
Is it not, oh Gabriel a strange sight  
To see the Dust restless for Divine amalgamation  
And the Light, unknown to the pangs of separation?

﴿ ۲۸ ﴾

ہمماے علم تا افتد بدامت      یقین کم کن گرفتارِ شکے باش  
عمل خواہی؟ یقین را پختہ تر کن      یکے جوے و یکے بین و یکے باش

\*

اگر بننا ہے عالم 'شک' میں گھر جا      چھڑالے تو یقین سے اپنا دامن  
جو تو مردِ عمل ہے سُن یقین کی      تو دیکھ 'ایک' 'ایک' کی مان 'ایک' کا بن

\*

If you want to ensnare the Phoenix of Learning,  
Reduce your certainties; increase your doubts  
But if interested in getting things done,  
Believe in One, seek One and identify with One.



﴿ ۴۹ ﴾

خرد بر چہرہ تو پردہ ہا بافت  
در اُفتد ہر زماں اندیشہ با شوق  
نگاہے تشنہ دیدار دارم  
چہ آشوب افگند در جانِ زارم

\*

تو کیا جانے اے نابینا خرد مند  
ہے کیوں اس خوف سے لرزاں مرا شوق  
نظر دیدار کو کیوں میری تر سے  
نہ جانے کیا قیامت دل پہ گزرے

\*

Intellect has blind-folded your eyes,  
But I, for one, crave for a glimpse of my Master,  
Fearing constantly that this yearning for His sight  
May bring to my soul an unbearable disaster

﴿ ۵۰ ﴾

دلت می لرزد از اندیشہ مرگ  
بخود باز آ خودی را پختہ تو گیر  
ز ہمیش زرد مانند زریری  
اگر گیری پس از مردن نہ میری

\*

تو خوفِ مرگ سے لرزاں ہے کتنا  
اگر تو کر سکے محکم خودی کو  
کچھ ایسا کر، تجھے ڈرنا نہ آئے  
تو مر کر بھی تجھے مرنا نہ آئے

\*

Don't fear death, my dear, any longer,  
Don't go pale but strengthen your faith.  
Realise your Self-Hood and make it stronger,  
You shall then never die even after death.



﴿ ۵۱ ﴾

زپیوندِ تن و جانمِ چہ پرسی  
دمِ آشفته ام در پیچ و تابم  
بدامِ چند و چوں درمی نیایم  
چو از آغوشِ نئے خیزم، نوایم

\*

نہ پوچھو مجھ سے رشتہ جسم و جاں کا  
دمِ آشفته ہوں، بے تاب و مضطر  
کہ میں ”کیوں“ اور ”کیا“ سے ماورا ہوں  
نکل کر ”چوب نئے“ سے لے بنا ہوں

\*

Don't ask me about the body-soul relation,  
I don't fall a prey to such an enquiry indeed.  
Like the restless breath, I wriggle in pain,  
I am a plaintive note, escaping from the reed.

﴿ ۵۲ ﴾

مرا فرمود پیرِ نکتہ دانے  
دل از خوبانِ بے پروا نگہدار  
ہر امروزِ تو از فردا پیام است  
حریمش جز باو دادن حرام است

\*

کہا مجھ سے یہ پیرِ نکتہ داں نے  
سنجالو دل کو خوبانِ جہاں سے  
نظر اپنی نہ تم بے باک رکھو  
خدا کا گھر، بتوں سے پاک رکھو

\*

A sage once told me, "Your heart I laud  
Guard it against the Beauties Prime,  
Because to surrender it except to God  
Is unlawful and a heinous crime".



﴿ ۵۳ ﴾

ز رازی معنی قرآن چه پرسی  
خرد آتش فروزد دل بسوزد  
ضمیرِ ما بآتش دلیل است  
ہمین تفسیرِ نمرود و خلیل است

\*

نہ رازی سے سمجھ معنی قرآن  
گلستاں دل کو کر نارِ خرد میں  
جو دل مانے، وہی معنی مقصود  
یہی ہے شرحِ ابراہیم و نمرود

\*

Don't ask Razi, the meaning of the Qur'an  
Which should be clear to your conscience, (the measuring rod).  
The heart burns in the fire kindled by the Intellect,  
The heart is like Abraham and the Intellect like Nimrod.

﴿ ۵۴ ﴾

من از بود و نبودِ خود خموشم  
و لیکن این نواے سادہ کیست  
اگر گویم کہ ہستم، خود پرستم  
کسے در سینہ می گوید کہ ہستم

\*

مرا کہنا کہ ”ہوں“ ہے خود پرستی  
کہ دل کی دھڑکنوں میں کوئی تو ہے  
”نہیں ہوں“ کا مگر دعویٰ کروں کیوں؟  
جو کہتا ہے کہ ”میں ہوں“ ”میں ہوں“ ”میں ہوں“

\*

I hold my silence, about my existence or otherwise,  
Because to say "I exist" is egoistic and sham  
But some one within my bosom, whispers in a plain voice,  
"I am; I am; I am; I am."



﴿ ۵۵ ﴾

زمن با شاعر رنگیں نوا گوئے  
 نہ خود را می گداز از آتشِ خویش  
 چه سود از سوز اگرچوں لالہ سوزی  
 نہ شامِ درد مندے بر فروزی

\*

بتا اے شاعرِ رنگیں نوا کیوں  
 نہ جل سکتا ہے اپنی آگ میں تو  
 تو رہتا ہے مثالِ لالہ سوزاں؟  
 نہ روشن تجھ سے شامِ درد مندوں

\*

Ask the Romantic poet, on my behalf,  
 "Why do you fake burning like a flameless tulip?  
 When you have no fire within you to mellow,  
 Nor can you brighten the eve of a grief-stricken fellow.

﴿ ۵۶ ﴾

ز خوب و زشتِ تو نا آشنایم  
 دریں محفلِ زمنِ تنہا ترے نیست  
 عیارش کردہ سود و زیاں را  
 بچشمِ دیگرے بینم جہاں را

\*

نہیں واقف میں تیرے نیک و بد سے  
 مرا طرزِ نظرِ سب سے جدا ہے  
 ترے سود و زیاں کو میں نہ جانوں  
 بھری محفل میں تنہا پڑ گیا ہوں

\*

I don't know the likes and dislikes of yours  
 Who are engrossed in your profits and losses only  
 Because I view the world with a detached outlook  
 Which has made me alienated and lonely.



﴿ ۵۷ ﴾

تو اے شیخِ حرم شاید ندانی  
گنہ و نامہ و میزاں ندارد

جہاںِ عشق را ہم محشرے ہست  
نہ اورا مسلمے نے کافرے ہست

\*

تو اے شیخِ حرم شاید نہ جانے  
جہاں نامہ کوئی ہوگا، نہ میزاں

جدا محشر ہے اہل دل کی خاطر  
جہاں مسلم کوئی ہوگا نہ کافر

\*

Of lord of the Harem, you are not, perhaps, aware that  
There is a separate Day of Judgement for divine lovers  
With no Record of one's doings nor a Balance to weigh them,  
And none will be labelled as Muslim or a Kafir.

﴿ ۵۸ ﴾

چو تاب از خود بگیرد قطرہ آب  
بہ بزم ہمنوایاں آن چنان زی

میان صد گہر یک دانہ گردد  
کہ گلشن بر تو خلوت خانہ گردد

\*

جو قطرے میں ہوشانِ خود فروزی  
بسر کر اہل محفل میں کچھ ایسے

میان صد گہر یک دانہ بن جائے  
کہ محفل تیرا خلوت خانہ بن جائے

\*

A drop of water turns itself into a matchless pearl  
When it extracts and acquires the lustre of its own.  
Live among the like-minded, in a similar way  
That, in their company, you look and feel alone.



## ﴿ ۵۹ ﴾

من اے دانشوراں در پیچ و تا بم  
چساں در مشتِ خاکی تن زندِ دل  
خرد را فہم ایں معنی محال است  
کہ دل دشتِ غزالانِ خیال است

\*

میں اے دانشورو! ہوں کشمکش میں  
جو ہے دشتِ غزالانِ خیالات  
بتانا یہ خرد کو بھی ہے مشکل  
بناسکتی ہے کیوں کر خاک وہ ”دل“

\*

Oh you intellectuals and the sages smart,  
To me, this query is an unsolved puzzle.  
How can a clayey body withhold a heart  
Wherein ideas play like a leaping gazelle?

## ﴿ ۶۰ ﴾

میا را بزم بر ساحل کہ آن جا  
بدریا غلط و باموجش در آویز  
نوائے زندگانی نرم خیز است  
حیاتِ جاوداں اندر ستیز است

\*

لب ساحل یہ بزم آرائیاں کیوں  
اتر دریا میں، لڑ موجوں سے اُس کی  
نوائے زندگی واں نیم جاں ہے  
کشاکش میں حیاتِ جاوداں ہے

\*

Why do you spend your days in ease  
By the seashore, wherein blows the cool breeze.  
If you want to live eternally, adopt this norm:  
Jump into the sea and brave the storm.



## ﴿ ۶۱ ﴾

سرآپا معنی سر بستہ ام من  
نہ مختارم توں گفتن نہ مجبور  
نگاہِ حرفِ بافاں برنتابم  
کہ خاکِ زندہ ام در انقلابم

\*

سرآپا معنی سر بستہ ہوں میں  
کہ خاکِ زندہ ہوں، قادر، نہ مجبور  
کہوں کیا؟ میں حقیقت یا بھرم ہوں  
رہین انقلابِ دمبدم ہوں

\*

I've a falhomless Self with its widest range,  
Whether I've Free Will or predestined, none can guess,  
Nor the word-coining thinkers can trace,  
I'm the living earth in a flux of change.

## ﴿ ۶۲ ﴾

مگو از مدعای زندگانی  
من از ذوقِ سفر آن گو نہ مستم  
ترا بر شیوہ ہائے او نگہ نیست  
کہ منزلِ پیشِ من جز سنگِ رہ نیست

\*

بتاؤں کیا تجھے مقصودِ ہستی  
میں وہ وارفتہ ذوقِ سفر ہوں  
جو دنیا کو تماشا گاہ جانے  
جو منزل کو بھی سنگِ راہ جانے

\*

Of the real aim of life, better not talk  
When you are unaware of its multifarious sides.  
To keep abreast of life, I walk with vigorous strides  
And treat my halting stage as a stumbling block.



﴿ ۶۳ ﴾

اگر کردی نگہ بر پارہ سنگ  
بزر خود را مسنج اے بندہ زر  
ز فیضِ آرزوے تو گہر شد  
کہ زر از گوشہ چشم تو زر شد

\*

اگر تیری نگاہوں میں اثر ہے  
یہ فکرِ زر ہے کیوں اے بندہ زر  
تو پھر اک سنگ پارہ بھی گہر ہے  
تری نظروں میں خود پوشیدہ زر ہے

\*

Because of your rating that you are prone  
To see a brilliant diamond in a piece of stone.  
A metal's value shoots hundred-fold  
Because, oh gold crazy, you see in it gold.

﴿ ۶۴ ﴾

وفا نا آشنا بیگانہ خو بود  
چو دید او را پرید از سینہ من  
نگاہش بیقرار از جستجو بود  
ندانستم کہ دست آموزِ او بود

\*

وفا نا آشنا نکلا مرا دل  
تجھے دیکھا تو تجھ تک اڑ کے پہنچا  
وہ شاید منتظر تھا روز تیرا  
کہ وہ تھا مرغِ دست آموز تیرا

\*

Unfaithful to me and given to discord,  
My heart was looking out for a better partner.  
It deserted me, as soon as it saw the Lord,  
Like a tamed bird flying to its master.

۱ مرغ دست آموز = اس سدھائے ہوئے پرندے کو کہتے ہیں جو ادھر ادھر اڑنے کے بعد خود ہی اپنے آقا کی انگلی پر پھر سے آ بیٹھے



﴿ ۶۵ ﴾

مپرس از عشق و از نیرنگی عشق  
درونِ سینہ بیش از نقطہ نیست  
بہر رنگی کہ خواهد سر بر آرد  
چو آید بر زباں پایاں ندارد

\*

بتاؤں عشق کی نیرنگیاں کیا  
درونِ سینہ، اک نقطے سے بھی کم  
کہ کس کس روپ میں جلوہ گناں ہے  
مگر آتے ہی لب پر بیکراں ہے

\*

Love, like a magician, assumes many a form,  
(Sometimes a cool breeze, sometimes a raging storm).  
Lying in my bosom, it's a tiny dot,  
When on my lips, it encompasses what not?

﴿ ۶۶ ﴾

مشوای غنچہ نو رستہ دلگیر  
لب جو بزم گل، مرغ چمن سیر  
ازین بُستان سرا دیگر چہ خواہی  
صبا شبنم، نوائے صبح گاہی

\*

تو اے نوخیز غنچے! کیوں ہے دلگیر  
یہاں نہریں ہیں، گل ہیں، بلبلیں ہیں  
توقع اس چمن سے تیری کیا ہے  
نوائے صبح گاہی ہے، صبا ہے

\*

Don't be sad, oh newly-born bud;  
What else do you expect from this garden?  
Here are, the rivers; the trees; the flowers;  
The breeze; the dew and the singing birds' jargon.



﴿ ۶۷ ﴾

نمودِ ماچو پروازِ شرار است  
کہ نقشِ کلکِ اوناپا اُندار است

مرا روزے گلِ افسردہ گفت  
دلِ بر محنتِ نقشِ آفریں سوخت

\*

ہے کیوں مثلِ شرر یہ زندگانی  
کہ ہے نقاش کا ہر نقشِ فانی

گلِ پژمردہ یہ کہتا تھا مجھ سے  
ملے مٹی میں یہ محنت، صد افسوس

\*

The withered flower told me the other day,  
"Beauty departs the rose, leaving it worth a dime,  
I pity the Painter for His lost labour,  
Since His masterpiece vanishes away in Time".

﴿ ۶۸ ﴾

چو ماہی دریمِ ایامِ غرق است  
یمِ ایامِ در یکِ جامِ غرق است

جہانِ ما کہ پایا نے ندارد  
یکے بر دلِ نظر و اکن کہ بنی

\*

ہے ماہی سا یمِ ایامِ میں غرق  
یمِ ایامِ ہے اکِ جامِ میں غرق

اگرچہ بیکراں سارا جہاں ہے  
مرا بھی ظرفِ دل دیکھو کہ کیسے

\*

Our boundless world, which is unique in its kind  
Is like a fish submerged in the Ocean of Time,  
This Ocean of Time you are sure to find plunged  
Into the cup of my tiny heart.



﴿ ۶۹ ﴾

بمرغانِ چمن ہم داستانم  
چو میرم با صبا حکم بیامیز  
زبانِ غنچہ ہاے بے زبانم  
کہ جز طوفِ گلاں کارے ندانم

\*

میں مرغانِ چمن کا ہم نوا ہوں  
مروں تو میری مٹی دیں صبا کو  
میں غنچوں کی زباں تک جانتا ہوں  
کہ پھولوں پر میں منڈلاتا رہا ہوں

\*

Knower of the tongue of the tongueless buds,  
To the fold of the garden birds, I surely belong,  
Mix my remains with the breeze when I die,  
Since I have been around flowers life long.

﴿ ۷۰ ﴾

نماید آنچه ہست این وادی گل؟  
بچشم ما چمن یک موجِ رنگ است  
درونِ لالہ آتش بجاں چیست؟  
کہ می داند بچشمِ بلبلان چیست

\*

نظر جو آرہا ہے کیا چمن ہے؟  
مری نظروں میں موجِ رنگ ہے باغ  
ہے کیا شے لالہ شعلہ جگر میں  
نہ جانے کیا ہو بلبل کی نظر میں

\*

The garden appears to be under colourful showers  
But what's the inner side of the flaming flowers  
And what's the reality? None can tell!  
Does it look the same to the nightingale?



## ﴿ ۷۱ ﴾

تو خورشیدی و من سیارہ تو سرایا نورم از نظارہ تو  
 نہ آغوش تو دورم نا تمام تو قرآنی و من سیارہ تو

\*

تو سورج اور میں سیارہ تیرا تو ناظر اور میں نظارہ تیرا  
 ہوں تجھ سے دور رہ کر نامکمل تو قرآن اور میں سیارہ تیرا

\*

Thou art the sun and I am a star,  
 I am brightened by thy shiny look,  
 I'm incomplete when thou art afar,  
 I am only a chapter of thy Holy Book.

## ﴿ ۷۲ ﴾

خیالِ او درونِ دیدہ خوشتر غمش افزودہ جاں کا ہیدہ خوشتر  
 مرا صاحبِ دلے این نکتہ آموخت ز منزل جادہ پیچیدہ خوشتر

\*

خیالِ یار آنکھوں میں سہانا ہم اُس کے ہجر میں غم دیدہ بہتر  
 کہا مجھ سے یہ پیرِ نکتہ داں نے ہے منزل سے رہ پیچیدہ بہتر

\*

It's better to nurture God's grief and pain  
 Than to unite with Him, since, as pointed out by a sage  
 "Better to take to the route serpentine  
 Than to rest and enjoy at the last halting stage.



## ﴿ ۷۳ ﴾

بتان را بنده و پروردگار است  
ترا با دین و آئینم چه کار است

دماغ کافر ز تار دار است  
دلِ رابین کہ نالد از غمِ عشق

\*

دماغ اپنا روش میں آزرانہ  
ہے جس میں دردِ عشق بیکرانہ

ہے بت گر بھی، پرستارِ بتاں بھی  
مرا مذہب نہ پوچھو، دل کو دیکھو

\*

Ignore my infidel head, which sketches; adores and discards features  
And praise my heart that pines for God and His creatures.  
If thou findest me sincere in my word and deed,  
What hast thou to do with my religion and creed?

## ﴿ ۷۴ ﴾

فروغِ روئے گل از بادۂ او  
دلِ آدم درِ نکشادۂ او

صنوبر بندۂ آزادۂ او  
حریمش آفتاب و ماہ و انجم

\*

جسے دیکھو وہی وارفتہ اس کا  
دلِ آدم درِ سر بستہ اس کا

صنوبر، بندۂ وارستہ اُس کا  
حرم اس کا اگر ہیں ماہ و انجم

\*

The Cypress is a treed slave of God's binding love,  
His divine wine makes the flower shine to its deep core.  
The sun, the moon and the stars constitute His shrine,  
To which Man's heart stands as an unopened door.



## ﴿ ۷۵ ﴾

خرد ہر جا کہ پرزد آسماں بود  
کران بیکراں در من نہاں بود

ز انجم تا بہ انجم صد جہاں بود  
و لیکن چوں بخود نگیرستم من

\*

خرد کی آخری حد آسماں ہے  
مرے اندر کران بیکراں ہے

ستاروں میں جہاں اندر جہاں ہے  
مگر جب دل کے اندر جھانکتا ہوں

\*

From stars to stars, celestial bodies roll,  
The skies cry halt to the Wisdom's flight,  
But when I peep into my inner soul,  
Is not a 'boundless bound' within my sight?

## ﴿ ۷۶ ﴾

تہ ایں گنبد گرداں رہے ہست  
کہ چوں پاواکنی جو لانگھے ہست

پاپے خود مزین زنجیر تقدیر  
اگر باور نداری خیز و دریاب

\*

نکل آ، زیر گردوں بھی ہیں راہیں  
ترے قدموں میں سو جولان گاہیں

چھڑا کر حلقہ زنجیر تقدیر  
اٹھا قدموں کو اپنے آزما دیکھ

\*

Don't say thy fate is sealed; it's not fair,  
Under the revolving sky, there's always a way out,  
Let's have a try in case thou entertainest any doubt,  
Step forward! Have a leap and lo! The success is there!





دلِ من در طلسمِ خود اسیر است      جہاں از پر تو او تاب گیر است  
مپرس از صبح و شام از آفتابے      کہ پیش روزگارِ من پریر است



گرفتارِ طلسمِ خود، مرا دل      اسی سے ہے مری دنیا میں ہلچل  
مرے دن رات کب ہیں تابع مہر      مرے پیشِ نظر بیتا ہوا کل



Confined as I'm within my fantasy flights,  
Which brightens, my envisaged world, tiny yet vast,  
Don't refer the calendar to determine my age,  
Since I go backward in the direction of Golden past.



نوادر سازِ جاں از زخمہ تو      چساں در جانی و از جاں برونی  
چراغم با تو سوزم بے تو میرم      تو اے پیچونِ من بے من چگوننی



ہے میرے سازِ جاں کا زخمہ ورتو      دیا ہوں، تجھ سے روشن، بے تو مردہ  
مگر موجود تو میرے بنا بھی      بنا میرے اے جانم تو ہے کیسا؟



How dost thou inspire my soul to sing; please tell?  
How within me and outside Thou simultaneously dwell?  
Lamp-like, I burn within Thee and die when Thou art away,  
How do Thou farest, without me, oh matchless? Pray!



﴿ ۷۹ ﴾

نفس آشفته موجے از یمِ اوست  
 لبِ جوئے ابدچوں سبزہ رستیم  
 نئے ما، نغمہ ما، از دمِ اوست  
 رگِ ما، ریشہ ما، از نمِ اوست

\*

نفس میرا ترے دریا کی اک موج  
 لبِ جوئے ابد، میں مثلِ سبزہ  
 مرے نغموں میں رقصاں تیرا دم ہے  
 رگ و ریشہ میں میرے تیرا نم ہے

\*

My distracted breath is the wave of His ocean,  
 Through His reed, my melody issues,  
 Like green grass, grown beside the lake of Eternity  
 His vital mucus runs into my veins and tissues.

﴿ ۸۰ ﴾

ترا دردِ یکے در سینہ پچیدہ  
 دگر از عشقِ بیباکم چہ رنجی  
 جہانِ رنگ و بو را آفریدی  
 کہ خود ایں ہاے و ہو را آفریدی

\*

ترا احساسِ تنہائی تھا جس نے  
 جو میرا عشق ہے بے باک غم کیوں  
 کیا پیدا جہانِ رنگ و بو کو  
 ہے نسبت تجھ سے اس کے ہاے و ہو کو

\*

When the creative drive awakened within Thee,  
 Thou created the world of multifarious dye,  
 Why then complain about my maddening Love?  
 It's Thou who hast caused this hue and cry!



﴿ ۸۱ ﴾

کرا جوئی چرا در پیچ و تابى  
تلاش او کنی جز خود نہ بنی  
کہ او پیدا ست تو زیر نقابى  
تلاش خود کنی جز او نیابى

اسے کیا ڈھونڈتے ہو جو عیاں ہے  
اسے ڈھونڈو گے! تم ہاتھ آؤ گے خود  
تمھی پردے میں ہو، اتنا سمجھ لو  
تلاش خود کرو، پاؤ گے اُس کو

Whom do thou seekest? Him! Who is crystal clear!  
Thou art thyself an enigma; why then trouble thy mind?  
In searching Him, thou wilt find thy own image;  
In searching thy own Self it's He whom thou wilt find!

﴿ ۸۲ ﴾

تو اے کو دک منش خود را ادب کن  
برنگ احمر و خون و رگ و پوست  
مسلمان زاده! ترکِ نسب کن  
عرب نازد اگر ترکِ عرب کن

تو اے طفلانہ خو، کر اپنی تادیب  
جو رنگ احمر و نام و نسب پر  
مسلمان زاده ہے، ترکِ نسب کر  
عرب نازاں ہو تو ترکِ عرب کر

Oh you, childish-minded, discipline your nature  
If Muslim-born, disclaim pedigree and stature  
Disown an Arab (for his grave deflection);  
If he prides in his blue blood and fair complexion.



## ﴿ ۸۳ ﴾

نہ افغانیم و نے ترکِ تاریم  
چمن زادیم و از یک شاخساریم  
تمیزِ رنگ و بو برما حرام است  
کہ ما پروردہٗ یک نو بہاریم

\*

نہ افغانی، نہ ہم ترکِ تاری  
نہ ہم باشندے ہیں گنگ و چمن کے  
تمیزِ رنگ و بو کیسی یہ ہم میں!  
کہ ہم پالے ہوئے ہیں اک چمن کے

\*

We are neither the Afghans nor the Turks,  
Because we are the birds of the same feather,  
It's unlawful to discriminate on the basis of caste and colour,  
We all belong to the New Spring, (brought up in common weather).

## ﴿ ۸۴ ﴾

نہاں در سینہٗ ما عالمے ہست  
بخاکِ مادے، در دل غمے ہست  
و زان صہبا کہ جانِ ما برافروخت  
ہنوز اندر سیوئے مانے ہست

\*

ہمارے سینے میں آفاق سارا  
اسے سینے میں دل اور دل میں غم ہے  
کبھی گرمایا تھا جس مئے نے ہم کو  
اسی سے اپنا ساغر اب بھی نم ہے

\*

Our bosoms envisage a world (so beautiful and fine)  
Our bodies bear hearts throbbing with an acute pain  
Because our flasks contain the dregs of that wine  
Which once brightened our soul (and enlivened our brain).



## ﴿ ۸۵ ﴾

دل من، اے دل من، اے دل من  
چو شبنم بر سرِ خاکم چکیدی؟  
یم من، کشتی من، ساحل من  
و یا چوں غنچہ رستی از گل من

\*

اے دل، اے میرے دل اے میرے حاصل  
تو شبنم کی طرح اوپر سے اترا  
بتا اتنا کہ تیری اصل کیا ہے  
کہ مثلِ غنچہ سینے میں اُگا ہے؟

\*

Oh my heart! My heart!! My heart!!  
My sea, my ferry, my shore, my inn,  
Hast thou alighted like a dewdrop from above?  
Or hast sprouted like a bud from me within?

## ﴿ ۸۶ ﴾

چہ گویم نکتہ زشت و نکوچست  
بروں از شاخ بنی خار و گل را  
زباں لرزد کہ معنی پچدار است  
درون او نہ گل پیدا نہ خار است

\*

بتاؤں کیا؟ کہ خوب و زشت کیا ہے  
بروں شاخ، خار و گل ہیں لیکن  
کہ معنی ان کے تہہ در تہہ نہاں ہیں  
درون شاخ خار و گل کہاں ہیں؟

\*

To call a thing beautiful or clumsy, I always refrain,  
Since their meaning is too intricate to explain,  
We behold the flowers and thorns as on the bough,  
But within the bough, are they what they look above?



﴿ ۸۷ ﴾

کسے کو درد پہانے ندارد  
 اگر جانے ہوس داری، طلب کن  
 تنے دارد و لے جانے ندارد  
 تب و تابے کہ پایانے ندارد

\*

نہیں جو واقفِ درد نہانی  
 بدن میں جان بھی چاہو تو مانگو  
 بدن رکھتے ہوئے محروم جاں ہے  
 تڑپ ایسی کہ بے حد و کراں ہے

\*

He who suffers no inward pain  
 Possesses a body without a soul,  
 Soul, if thou really wantest to possess,  
 An endless suffering should be thy goal.

﴿ ۸۸ ﴾

چہ پرسی از کجاہم چہستم من  
 درین دریا چو موج بیقرارم  
 بخود پیچیدہ ام تازہستم من  
 اگر برخود نہ تپم نیستم من

\*

میں زندہ ہوں، کہ تیج و تاب میں ہوں  
 میں مٹ جاؤں گا مثلِ موجِ دریا  
 تڑپ ہی سے ہے موجِ آبِ باقی  
 نہ ہوگا جب یہ تیج و تابِ باقی

\*

May I tell thee the secret of my existence?  
 I constantly struggle, therefore I exist.  
 Like a restless wave on the surface of an ocean,  
 I have no identity unless I turn and twist.



﴿ ۸۹ ﴾

بچندیں جلوہ در زیر نقابی      نگاہِ شوقِ مارا بر نتابی  
دوی در خونِ ماچوستی مے      و لے بیگانہ خوئی دیریابی

\*

تری ہر شے میں ہے جلوہ نمائی      نگاہِ شوق سے پھر بھی نہاں ہے  
لہو میں مستی مے بن کے دوڑے      مگر ہاتھ آئے تو ایسا کہاں ہے!

\*

With so much outer manifestations, yet behind the veil,  
Thou art beyond, beyond my eager sight.  
Running in my veins, like intoxicating wine,  
Thou art difficult to hold and prone to flight.

﴿ ۹۰ ﴾

دل از منزل تہی کن پا برہ دار      نگہ را پاک مثل مہر و مہ دار  
متاعِ عقل و دیں با دیگران بخش      غمِ عشق ار بدست افتد نگہ دار

\*

لٹا کر عقل و دیں چل دینا فی الفور      نہ پھر منزل کی کوئی آس رکھنا  
اگر قسمت سے ہاتھ آئے غمِ عشق      ہمیشہ اس کو دل کے پاس رکھنا

\*

If thou, perchance, experience the love-born pain,  
Discard the idea of reaching thy goal,  
Nurture this pain and retain it in thy soul,  
Even at the cost of thy cult and qualities of brain.



﴿ ۹۱ ﴾

بیا اے کشت ما اے حاصلِ ما  
دگر آدم بنا کن از گلِ ما

بیا اے عشق اے رمزِ دلِ ما  
کہن گشتند این خاکی نہاداں

\*

دکھا جا اپنی پھر سحر آفرینی  
نیا آدم اٹھا مٹی سے میری

اے میرے عشقِ تازہ کار آ کر  
پرانے ہو گئے سب خاک زادے

\*

Oh Love; the deep secret of our heart,  
Our field; our harvest; our basis; our trust.  
Since these hollow-headed fellows have grown out-dated,  
Come on and raise a new Adam from our dust.

﴿ ۹۲ ﴾

مرا این نالہ ہائے دمبدم بہ  
نوائے دلکشے از ملکِ جم بہ

سخن درد و غم آرد، درد و غم بہ  
سکندر را ز عیشِ من خبر نیست

\*

نہیں بہتر کوئی شے درد و غم سے  
مرا نغمہ ہے بہتر ملکِ جم سے

سخن کا میرے حاصل، درد و غم ہے  
یہ میرا عیش کیا جانے سکندر

\*

My poetry causes grief; let it cause,  
I revel in my bemoanings without a pause,  
How Alexander would know; (knowing as he does to fleece),  
That my sweet songs excell the land of Greece.



﴿ ۹۳ ﴾

نہ من بر مرکبِ ختلی سوارم      نہ از وابستگانِ شہر یارم  
مرا اے ہم نشین دولت ہمیں بس      چو کا دم سینہ را لعلے بر آرم

\*

مجھے بے مال و زر سمجھے نہ کوئی      بظاہر ہوں اگر بے مال و زر میں  
دینہ میرا سینہ، جب بھی چاہوں      نکالوں کھود کر لعل و گہر میں

\*

I am not a courtier, nor a Cavalier royal  
I am far, far away from regal pomp and glory,  
Yet this much fortune is enough to satisfy me:  
Whenever I dig up my heart, I bring out a ruby.

﴿ ۹۴ ﴾

کمالِ زندگی خواہی پیاموز      کشادنِ چشم و جزیر خود نہ بستن  
فرو بردنِ جہان را چودمِ آب      طلسمِ زیر و بالا در شکستن

\*

کمالِ زندگی چاہو تو سیکھو      کھلی آنکھیں فقط دل پر ہی رکھنا  
طلسمِ زیر و بالا توڑنا ہو      تو دنیا کے مزے ہرگز نہ چکھنا

\*

In order to achieve perfection in life,  
Open thy inward eye, to the exclusion of those who surround;  
Gulp down the world like a draught of water,  
And exorcise the talisman of the Cosmos around.



﴿ ۹۵ ﴾

تومی گوئی کہ آدم خاکزاد است  
ولے فطرت ز اعجازے کہ دارد  
اسیرِ عالم کون و فساد است  
بنائے بحر بر جوش نہاد است

\*

وجود اُس کا ہے گرچہ بودِ شبنم  
مشیت نے اُسے وہ آبجودی  
اگرچہ خاک کا پتلا ہے آدم  
ہے جس پر بحر کی بنیاد قائم

\*

Thou thinkest that Man is as helpless as clay,  
Limited in the cosmos is his sway;  
If so, then why has the miraculous Nature laid  
The foundation of an ocean on his fountain-head?

﴿ ۹۶ ﴾

دل بیباک را ضرغام رنگ است  
اگر نیسے نداری بحر صحراست  
دل تر سندہ را آہو پلنگ است  
اگر ترسی بہر موجش نہنگ است

\*

بہادر کی نظر میں شیر، سایہ  
ہے بز دل کو نہنگ آساہراک موج  
دلِ دہشت زدہ سایے سے لرزاں  
جیالے کو سمندر بھی ہے میداں

\*

A lion is a lamb to the fearless shepherd,  
To a coward, the deer is a formidable leopard,  
The ocean looks desert-like if thou dost not recoil,  
If fearful, each wave looks like a crocodile.



﴿ ۹۷ ﴾

ندانم بادہ ام یا ساغر من  
چنان بینم چو بر دل دیدہ بندم  
گہر دردانم یا گوہر من  
کہ جانم دیگرست و دیگر من

\*

میں صہبا ہوں کہ ساغر کون جانے؟  
نظر بھر کر جو میں نے دل میں جھانکا  
معنا ہی سہی، ہے قابل غور  
لگا، ہے جاں کسی کی، میں کوئی اور

\*

I don't know whether I am wine or a cup  
A gem or a casket for holding gems  
Because when I dive deep into my inner Self, I feel  
That my soul belongs to some one and I am someone else.

﴿ ۹۸ ﴾

تو گوئی طائرِ ما زیر دام است  
ز تن برجستہ تر شد معنی جاں  
پریدن بر پر و بالش حرام است  
فسانِ خنجرِ ما از نیام است

\*

اگرچہ مانع پرواز جاں وہ  
یہ تن کیا ہے؟ نیام تیغِ جاں ہے  
اُجاگرتن سے ہیں معنی جاں بھی  
نیام ایسی جو ہے سنگِ فساں بھی

\*

Thou thinkest that the soul is incapable of flights  
When it is encaged in flesh and bone.  
In my view, the embodied soul attains greater heights,  
It's like a dagger whose sheath serves as is whetting stone.



﴿ ۹۹ ﴾

چساں سوزد چراغِ منزلِ ما  
چساں گنجید دل اندر گلِ ما

چساں زاید تمنا در دلِ ما  
بہ چشمِ ما کہ می بیند چه بیند؟

\*

تمنا کیسے آجاتی ہے دل میں؟  
یہ دل کیسے سمایا مشتِ گل میں؟

یہ منزل پر جلاتا ہے دیا کون؟  
تماشائی ہے کون آنکھوں سے میری؟

\*

How does at all my heart create a desire?  
How does it burn like a signal fire?  
Who sees through my eyes? And what? And how my heart  
Happens to be my material body's part?

﴿ ۱۰۰ ﴾

بہ چشمِ این زمین و آسماں بود  
جناں بود آں کہ تصویرِ جہاں بود

چو در جنت خرامیدم پس مرگ  
شکے در جانِ حیرانم در آویخت

\*

جھلک دیکھی زمین و آسماں کی  
وہ جنت تھی کہ تصویرِ جہاں تھی

بوقت سیر، جنت میں پس مرگ  
دل حیراں کو شک سا ہو چلا تھا

\*

In paradise, I was surprised to find  
The same horizon which I had left behind,  
A doubt then crossed my dazed mind;  
"Is this the world or its portrait so fine"



## ﴿ ۱۰۱ ﴾

جہانِ ما کہ جز انگارہ نیست      اسیر انقلابِ صبح و شام است  
ز سوبانِ قضا ہموار گردد      ہنوز این پیکرِ گل ناتمام است

\*

کبھی خاک تھی یہ دنیا پر اس میں      زمانہ رنگ بھرتا جا رہا ہے  
ادھر دستِ مشیت دھیرے دھیرے      مکمل اس کو کرتا جا رہا ہے

\*

The world which is like a sketch today,  
Is the product of the changing Time-space range,  
The Providence-Hand shall smoothen it one day  
This model of clay is in the process of change.

## ﴿ ۱۰۲ ﴾

چہاں اے آفتابِ آسماں گرد      بایں دوری بہ چشمِ مادر آئی  
بخا کی واصل و از خاکداں دور      تو اے مرثاں گسلِ آخر کجائی

\*

تجھے نسبت ہے اے سورج! زمیں سے      مگر لگتا نہیں اس خاکداں کا  
بایں دوری مری آنکھوں میں اترے      بتادے، تو ہے باشندہ کہاں کا

\*

How dost thou, oh sun, travelling in the sky,  
Descend to my eyes from a distance so long?  
Attached to this world, and living so high  
Oh "eye-lash breaker", to what place dost thou belong?



﴿ ۱۰۳ ﴾

تراش از تیشہ خود جادہ خویش  
 گر از دست تو کارِ نا در آید  
 براہ دیگران رفتن عذاب است  
 گناہے ہم اگر باشد ثواب است

\*

بنا تیشے سے اپنا، راستا خود  
 انوکھا کام گر ہو جائے تجھ سے  
 نہ چل تو راہ پر غیروں کے اے دل  
 گنہ بھی ہو تو ہے نیکی میں داخل

\*

Carve out thy own path, (if thou wantest to win),  
 It's torture to follow the footsteps of others,  
 If thou performest a novel act with thy own hands,  
 Call it a virtue, may it be sin.

﴿ ۱۰۴ ﴾

بہ منزل رہو دل در نسا زد  
 نہ پنداری کہ در تن آرمیدست  
 بآب و آتش و گل در نسا زد  
 کہ ایں دریا بساحل در نسا زد

\*

نہ اس رہو کی منزل سے بنی ہے  
 یہ دل سینے میں آسودہ بھی کب تھا  
 نہ آب و آتش و گل سے بنی ہے  
 کبھی دریا کی ساحل سے بنی ہے؟

\*

Out of humour, with the organic elements,  
 Our heart, don't think, is not sore,  
 It's ill at ease in the confines of the body;  
 This ocean is always at loggerheads with its shore.



﴿ ۱۰۵ ﴾

بیا با شاہدِ فطرتِ نظر باز  
ترا حق داد چشمِ پاکِ مینے

چرا در گوشہٴ خلوتِ گزینی  
کہ از نورش نگاہے آفرینی

\*

ہوا ہے گوشہٴ خلوت میں گم کیوں؟  
تجھے جب حق نے چشمِ پاک میں دی

حیاتِ آغوشِ فطرت میں بسر کر  
تو اس کے نور سے پیدا نظر کر

\*

Be in communion with the Nature's beauty,  
Don't flee from Her out of fright,  
When God has given thee the purifying eyes  
Develop a pure insight out of this light.

﴿ ۱۰۶ ﴾

میانِ آب و گلِ خلوتِ گزیدم  
نہ کردم از کسے در یوزہٴ چشم

ز افلاطون و فارابی بریدم  
جہاں را جز بچشمِ خود ندیدم

\*

دروں بنی نے مجھ کو باز رکھا  
ہے مانگے کی نظر کا کیا بھروسا؟

فلاطون و ارسطو کے اثر سے  
پرکھتا ہوں جہاں اپنی نظر سے

\*

I prefer to remain secluded in the world,  
To borrow others' sight I never thought right,  
Remaining cut off from Plato and Averro,  
I scanned the world with my own insight.



## ﴿ ۱۰۷ ﴾

خودی در حلقہٴ شام و سحر نیست  
کہ بحر از موج خود دیرینہ تر نیست

ز آغازِ خودی کس را خبر نیست  
ز خضر این نکتہٴ نادر شنیدم

\*

خودی ہے حدِ روز و شب سے باہر  
نہیں ہے موج سے پہلے سمندر

ہو آغازِ خودی کا علم کیوں کر  
کہا کیا خوب یہ مجھ سے خضر نے

\*

None knows when did the Self-hood originate,  
It's not a Spatial Time bound slave.  
Khizer once suggested a brilliant point;  
"The 'Ocean' never pre-existed its 'Wave'!"

## ﴿ ۱۰۸ ﴾

حقیقت در مجازش بے حجاب است  
نگاہش بر شعاعِ آفتاب است

دلا رمزِ حیات از غنچہ در یاب  
ز خاک تیرہ می روید و لیکن

\*

کہ ظاہر، اس کا ہے باطن کا مظہر  
مگر نظریں ہیں، سورج کی کرن پر

سلیقہ زیت کا غنچے سے سیکھو  
اگرچہ، خاکِ تیرہ سے اگا ہے

\*

Learn the secret of life from a bud,  
To whom life is real and not a mere fun.  
Growing out of the dark recesses of the earth,  
It looks upwards to the rays of the sun.



﴿ ۱۰۹ ﴾

گل از صہبائے اوروشن ایان است  
کہ در ہر دل ز داغ او چراغ است

فروغِ او بہ بزمِ باغ و راغ است  
شبِ کس در جہاں تاریک نگذاشت

\*

اسی کے دم سے کوہ و راغ روشن  
کہ ہر دل میں ہے اس کا داغ روشن

اسی کے دم سے بزمِ باغ روشن  
کسی کی شب نہ چھوڑی اس نے تاریک

\*

Every flora and fauna bears His hallmark,  
Every flower-cup glows with His sparkling wine,  
His branded mark burns like a lamp in every heart,  
Thus He hasn't left a single soul in the dark.

﴿ ۱۱۰ ﴾

کہ خوب از چشم او شبنم فروش است  
جہاں دریافت آخر آنچہ می جست

ز خاکِ نرگستانِ غنچہ رست  
خودی از بیخودی آمد پدیدار

\*

نظر اس کی پریشاں چار سو، تھی  
وہی شے جس کی اس کو جستجو تھی

کھلا نرگس کا غنچہ آخر کار  
خودی ابھری زمانے نے بھی پائی

\*

When a narcissus bud sprouted at long last,  
And the (morning) dew washed away the sleepiness it bore  
The Selfhood raised its head out of Selflessness,  
The world found at last what it has been looking for.



﴿ ۱۱۱ ﴾

جہاں کز خود ندارد دستگاہے  
ز آغوشِ عدم دُزدیدہ بگریخت  
بکوائے آرزو می جست را ہے  
گرفت اندر دلِ آدم پنا ہے

\*

ہوئی جیسے ہی یہ دنیا خود آگاہ  
گریزاں ہو کے آغوشِ عدم سے  
تو کوائے آرزو میں ڈھونڈلی راہ  
تراشی قلبِ آدم میں پنہ گاہ

\*

A macrosm, in order to express itself  
Developed a desire to escape-then ran  
Away from the bosom of non-entity,  
And found its refuge in the microsm called, (Man).

﴿ ۱۱۲ ﴾

دلِ من رازدانِ جسم و جان است  
چہ غمِ گر یک جہاں گم شد ز چشمم  
نہ پنداری اجل بر من گران است  
ہنوز اندر ضمیرم صد جہان است

\*

مرا دل راز دانِ جسم و جاں ہے  
اجل نے اک جہاں چھینا تو کیا غم!  
نہ یہ سمجھو اجل مجھ پر گراں ہے  
مرے دل میں جہاں اندر جہاں ہے

\*

I know the secrets of the body and soul.  
That the idea of death will aggrieve me, is wrong.  
What! If I lose this world? It's not my goal,  
Within my heart, hundreds of worlds throng.



﴿ ۱۱۳ ﴾

گلِ رعنا چو من در مشکلی ہست      گرفتارِ طلسمِ محفلے ہست  
زبانِ برگِ او گویا نکر دند      ولے در سینہ چاکش دلے ہست

\*

گلِ رعنا کی مشکل میری مشکل      کہ دونوں ہیں اسیرِ ذوقِ محفل  
زبانِ برگِ اس کی بھی ہے گونگی      ہے سینہ چاک اور اس میں بھی ہے دل

\*

The yellow - red flower, encounters the same difficulty as I do,  
Both of us crave to communicate with others .  
But like mine, its tongue - like petals are dumb  
With a bleeding heart in its split bosom.

﴿ ۱۱۴ ﴾

مزاجِ لالہ خود روشناسم      بشاخِ اندر گلاں را بوشناسم  
ازاں دارد مرا مرغِ چمن دوست      مقامِ نغمہ ہاے اوشناسم

\*

جواب تک شاخ سے پھولے نہیں ہیں      میں ان غنچوں کی بو پہچانتا ہوں  
مجھے مرغِ چمن کہتا ہے اپنا      کہ اک اک راگ اس کا جانتا ہوں

\*

My knowledge of the self-grown tulip is sound,  
I can smell the flowers still underground,  
To the friend circle of the singing thrush I belong,  
Because I am the connoisseur of its melodious song.

۱۔ گلِ رعنا = ایک قسم کا دورنگی پھول جو باہر سے زرد اور اندر سے سرخ ہوتا ہے



## ﴿ ۱۱۵ ﴾

جہاں یک نغمہ زارِ آرزوے      بم وزیرش ز تارِ آرزوے  
بہ چشمِ ہرچہ ہست و بود باشد      دے از روزگارِ آرزوے

\*

یہ ہنگامہ جہانِ کیف و کم کا      عطا ہے نغمہ زارِ آرزو کی  
جسے کہتے ہیں ہست و بود و فردا      جھلک ہے روزگارِ آرزو کی

\*

The Desire is like a beautiful lyre  
Whose strings modulate the fortunes, misfortunes  
Of the world which dances to its tunes.  
All that Was; Is and to Be is a glimpse of Desire.

## ﴿ ۱۱۶ ﴾

دل من بیقرارِ آرزوے      درونِ سینہ من ہائے و ہوے  
سخن اے ہم نشین از من چہ خواہی      کہ من با خویش دارم گفتگوے

\*

یہ دل جب سے شہیدِ آرزو ہے      مرے سینہ میں شورِ ہائے وہو ہے  
کروں کیا گفتگو تم سے اے یارو      مرا دل مجھ سے جو گفتگو ہے

\*

Why do you expect me to compose a ditty?  
When my heart is full of turmoil and pity?  
I am unable to compose a poem. as you desire  
Because I am busy talking to my own Self.



﴿ ۱۱۷ ﴾

دوامِ ما ز سوزِ نا تمام است  
مجو ساحل کہ در آغوشِ ساحل  
چو ماہی جز تپش بر ما حرام است  
تپیدِ یک دم و مرگِ دوام است

\*

دوامِ جاں تپش کی ناتمامی  
تجھے ساحل پہ جا کر کیا ملے گا  
تپش سے ہے عبارتِ جاں ماہی  
تپ یک آن و مرگ جاودانی

\*

I owe my permanence to perpetual suffering,  
Fish-like, rest is forbidden in my faith.  
I never seek the shore because on the shore,  
There's a momentary stir, followed by non-ending death.

﴿ ۱۱۸ ﴾

مرنج از برہمن اے واعظِ شہر  
خداے ما کہ خود صورِ تگری کرد  
گر از ما سجدہ پیش بتاں خواست  
بتے را سجدہ از قدسیاں خواست

\*

خفا کیوں ہے برہمن سے اے واعظ  
بنا کر جب خدا نے ایک مورت  
جو اس نے کہہ دیا 'کربت کو سجدہ'  
فرشتوں سے طلب سجدہ کیا تھا

\*

Oh the urban preacher! Why do you fume and fret,  
When the Brahmin calls you to make an obeisance to the idol?  
After completing the image did not the Creator call  
The Angels of the Heaven to lie before Adam prostrate?



﴿ ۱۱۹ ﴾

حکیمان گرچہ صد پیکر شکستند  
مقیم سومنات بود و ہست اند  
چساں افرشتہ و یزداں بگیرند  
ہنوز آدم بہ فترا کے نہ بستند

\*

بہت توڑے ہیں پیکر فلسفی نے  
مگر پھر بھی رہا وہ سومناتی  
خدا کو کیا کرے گا وہ گرفتار  
نہ آیا جس کے بس میں آدمی بھی

\*

Oh you thinkers, you are unable to cross  
The limited bounds of the material cosmos.  
How can you catch hold of God with His Angelic clan,  
When you have failed even to ensnare Man.

﴿ ۱۲۰ ﴾

جہاں ار وید از مشت گل من  
بیا سرمایہ گیر از حاصل من  
غلط کردی رہ سر منزل دوست  
دے گم شو بھراے دل من

\*

ہے میری کشت جاں زرخیز کتنی  
اسی کے خوشہ چیں تم ہو کے دیکھو  
غلط جا پر نہ ڈھونڈو منزل دوست  
مرے صحراے دل میں کھو کے دیکھو

\*

Don't choose the wrong path leading to a dead end;  
Reap my rich harvest, before you decide to embark.  
If you earnestly want to meet our Common Friend,  
For a moment, be lost in the desert of my heart.



## ﴿ ۱۲۱ ﴾

ہزاراں سال با فطرت نشستم  
و لیکن سرگزشتم این دو حرف است  
به او پیوستم و از خود گستم  
تراشیدم، پرستیدم، شکستم

\*

ہزاروں سال سے فطرت کے ہوں ساتھ  
دو حرفوں میں حکایت یہ ہے میری  
کبھی اک طرز پر اس کو نہ ڈھالا  
بنایا، کی پرستش، توڑ ڈالا

\*

For centuries, I sat in thoughtful communion  
With Nature, to the point of self-abnegation.  
To compress my long episode in a tabloid  
I fashioned; I adored; I destroyed.

## ﴿ ۱۲۲ ﴾

بہ پہنائے ازل پر می کشودم  
بچشم تو بہائے من بلند است  
ز بند آب و گل بیگانہ بودم  
کہ آوردم بازارِ وجودم

\*

میں اڑنے کو تھا پہنائے ازل میں  
جو تونے مجھ کو پایا بیش قیمت  
نہ تھا معلوم کیا ہے بارِ ہستی  
مجھے لایا سر بازارِ ہستی

\*

Free from the bondage of material existence,  
In the expanse of eternity I flapped my wings.  
It was Thou, who prized me high in Thy esteem,  
And brought me into the mundane market (with trappings).



## ﴿ ۱۲۳ ﴾

دروغہ جلوۂ افکار میں چھپتے  
 برونِ من ہمہ اسرار میں چھپتے  
 بفرما اے حکیم نکتہ پرداز  
 بدن آسودہ، جاں سیار میں چھپتے

\*

یہ اندر شورش افکار کیسی؟  
 یہ باہر محفلِ اسرار کیسی؟  
 بتائے کیا حکیم نکتہ پرداز  
 بدن ثابت تو جاں سیار کیسی؟

\*

Whence these flush of ideas within my inner self?  
 Why am I surrounded with the mysteries chaotic?  
 Tell me, oh philosopher, the knower of subtleties,  
 Why is the body inert and the soul dynamic?

## ﴿ ۱۲۴ ﴾

بخود نازم گداے بے نیازم  
 تپم، سوزم، گدازم، نے نوازم  
 ترا از نغمہ در آتش نشاندم  
 سکندر فطرتم، آئینہ سازم

\*

ہے میرا مشغلہ سینہ گدازی  
 تپش، شعلہ نوائی، نے نوازی  
 میں کرتا ہوں، دلوں کو آنچ دے کر  
 سکندر کی طرح آئینہ سازی

\*

Even though a beggar, I am proud of my worth,  
 I wriggle, I swing, I sing and suffer,  
 I warm you from within; with my fiery songs,  
<sup>1</sup>Alexander like, I transmute your heart into a mirror.

<sup>1</sup> According to Persian literary traditions, Alexander is supposed to invent the mirror



﴿ ۱۲۵ ﴾

اگر آگاہی از کیف و کمِ خویش  
دلا در یوزہ مهتاب تاکے  
میں تعمیر کن از شبنمِ خویش  
شبِ خود را بر افروز از دمِ خویش

\*

جہان بیکراں ہے تیرے اندر  
رہے گا چاند کا محتاج کب تک؟  
چھپا ہے تیری شبنم میں سمندر  
نفس سے اپنے، شب میں روشنی کر

\*

Realizing your worth, your intrinsic strength  
Make an ocean of a dew drop, ( oh Nature's boon )!  
For your inner light, don't depend on the moon,  
Brighten your nights with your fiery breath.

﴿ ۱۲۶ ﴾

چہ غم داری حیاتِ دل ز دم نیست  
مخور اے کم نظر اندیشہ مرگ  
کہ دل در حلقہ بود و عدم نیست  
اگر دم رفت، دل باقی ست، غم نیست

\*

حیاتِ دل کو کیا نسبت ہے دم سے  
تجھے ہے کس لیے اندیشہ مرگ؟  
خبر کیا دل کو، ہے بود و عدم کیا  
جو دم ٹوٹے، ہو دل باقی تو غم کیا

\*

Your heart is independent of your breath,  
The Day-Night sequence will never drive  
Your heart to death; so fear not death!  
The breath goes out, leaving your heart alive!



﴿ ۱۲۷ ﴾

تو اے دل تاشینی در کنارم  
 درونِ سینہ ام باشی پس از مرگ  
 ز تشریف شہاں خوشتر گلیم  
 من از دست تو در اُمید و بیم

\*

تو جب تک ہے مرے سینہ میں اے دل  
 پر اندیشہ ہے بعد از مرگ مجھ میں  
 ہے درویشی میں شاہی میرا شیوہ  
 رہے گا تو کہ مجھ کو چھوڑ دے گا

\*

As long as thou remainest to me loyal  
 I prefer my rags to robes of honour; royal.  
 Oh heart! May I ask thee with bated breath;  
 "Shalt thou continue to accompany me after my death?"

﴿ ۱۲۸ ﴾

ز من گو صوفیان با صفا را  
 غلامِ ہمت آن خود پرستم  
 خدا جو یانِ معنی آشنا را  
 کہ بانورِ خودی بیند خدا را

\*

دھرا کیا ہے تمہاری بیخودی میں  
 سلام اُس خود پرستی پر جو دیکھے  
 بتاؤ صوفیان باصفا کو  
 خودی کے نور میں شانِ خدا کو

\*

The Sufis claim to see God in self-renunciation.  
 I submit to them with all humiliation  
 That I consider that self-worshipper brilliant and bright  
 Who, through his Selfhood, sees God in its light.



﴿ ۱۲۹ ﴾

چو نرگس این چمن نا دیدہ مگزر  
ترا حق دیدہ روشن ترے داد  
چو بودر غنچہ پیچیدہ مگزر  
خرد بیدار و دل خوابیدہ مگزر

\*

تو نرگس سا چمن نا دیدہ کیوں ہے  
ملی حق سے تو دل کی آنکھ بھی کھول  
شمیم غنچہ سا پیچیدہ کیوں ہے  
خرد بیدار و دل خوابیدہ کیوں ہے

\*

Don't pass away, Narcissus -like with blind eyes  
Don't loiter like the smell in the folds of a bud,  
With your God-given insight, don't pass by,  
While your heart's sleeping and intellect wide-awake.

﴿ ۱۳۰ ﴾

تراشیدم صنم بر صورت خویش  
مرا از خود برون رفتن محال است  
بشکل خود خدایا نقش بستم  
بہر رنگے کہ ہستم خود پرستم

\*

صنم کو اپنی صورت پر تراشا  
خودی کے دام سے پیچھا نہ چھوٹا  
بشکل خود، خدا کا نقش باندھا  
غرض ہر رنگ میں اپنے کو پوجا

\*

I carved the idol, similar to my self;  
That I did make God in my own image, I admit.  
Verily, in various forms, I worshipped The Self  
Would that I could outstep the anthropomorphic limit!



﴿ ۱۳۱ ﴾

بہ شبنمِ غنچہ نورستہ می گفت  
 دران پہنا کہ صد خورشید دارد  
 نگاہ ما چمن زادان رسانیست  
 تمیزِ پست و بالا هست یا نیست؟

\*

کلی شبنم سے بولی ”اور ہے کون  
 بتا، سورج ہیں جس پہنا میں لاکھوں  
 بجز تیرے، فلک سے آنے والا  
 وہاں بھی ہے تمیزِ پست و بالا؟

\*

A newly born bud once told a dew drop:  
 "We, the garden-born ones have no source.  
 To know if in a galaxy with hundreds of suns,  
 The 'law of high and low' is likewise in force".

﴿ ۱۳۲ ﴾

زمیں را رازدانِ آسماں گیر  
 پَرْدُ ہر ذرّہ سوے منزلِ دوست  
 مکاں را شرحِ رمزِ لامکاں گیر  
 نشانِ راہ از ریگِ رواں گیر

\*

زمیں بھی ترجمانِ آسماں ہے  
 اُسی کی سمت ذرّے اڑ رہے ہیں  
 مکاں بھی شرحِ رمزِ لامکاں ہے  
 نشانِ راہِ حق، ریگِ رواں ہے

\*

The secrets of the skies lie buried in the land,  
 It is the space that explains what's the Spaceless;  
 Since every particle flies towards the Traceless,  
 Trace your pathway within the flying sand.



﴿ ۱۳۳ ﴾

ضمیر کن فکاں غیر از تو کس نیست  
نشانِ بے نشاں غیر از تو کس نیست  
قدم بیباک تر نہ در رہِ زیست  
بہ پہنائے جہاں غیر از تو کس نیست

\*

ضمیر کن فکاں میں، تو ہی تو ہے  
جہانِ این و آں میں، تو ہی تو ہے  
نڈر ہو کر زمیں پر تو قدم رکھ  
کہ پہنائے جہاں میں، تو ہی تو ہے

\*

You are the marrow of the creation alone,  
A matchless index to the Signless Sign.  
Since no other creature shares these qualities with you,  
Proceed with the slogan: "The earth is mine".

﴿ ۱۳۴ ﴾

زمیں خاکِ درِ میخانہ ما  
فلکِ یک گردشِ پیمانہ ما  
حدیثِ سوز و ساز ما در از است  
جہاںِ دیباچہٴ افسانہ ما

\*

اگر ہیں مثلِ میخانہ یہ افلاک  
تو ہے خاکِ درِ میخانہ، دنیا  
دراز اپنا ہے افسانہ سفر کا  
ہے اس افسانے کا دیباچہ، دنیا

\*

The earth's like the dust of our tavern's door,  
To us, the firmament's like one course of the wine bowl, no more.  
To put the story of my struggle in a nut-shell  
The world is a preface to our adventurous tale.



﴿ ۱۳۵ ﴾

خراجِ شہر و گنجِ کان و یم رفت  
نمی بنی کہ ایران ماند و جم رفت

سکندر رفت و شمشیر و علم رفت  
امم را از شہاں پایندہ تر داں

\*

خراجِ شہر و گنجِ کان و یم بھی  
رہا ایراں، گئے دارا و جم بھی

سکندر بھی گیا، سیف و علم بھی  
ہے ملت بادشاہوں سے بھی محکم

\*

Alexander, the Great, vanished with his trappings,  
Nothing remains of his conquered domains.  
Note that the nations survive their kings,  
Jamshyd has perished but Iran remains.

﴿ ۱۳۶ ﴾

بغارت بردہ گنجینہ من  
چہ کردی باغم دیرینہ من

ربودی دل ز چاکِ سینہ من  
متاعِ آرزویم با کہ دادی

\*

جو اس میں تھا وہ گنجینہ کیا کیا؟  
مرا وہ سوزِ دیرینہ کیا کیا؟

نکالا دل تو سینہ چاک کر کے  
متاعِ آرزو دی، میری کس کو؟

\*

Thou whisked off my heart from my cleft bosom  
And carried away every thing; my precious treasure in chief.  
To whom hast Thou given away the wealth of my desires?  
And to whom hast Thou handed over my age-old grief?



## ﴿ ۱۳۷ ﴾

زمین و آسماں و چار سو رفت  
و یا از خلوت آباد تو او رفت

ز پیش من جہان رنگ و بو رفت  
تو رفتی اے دل از ہنگامہ او؟

\*

ہوئے ہیں مجھ سے یہ ارض و سما دور  
کہ خود ہی یہ جہاں تجھ سے ہوا دور؟

جہان رنگ و بو جب سے گیا دور  
اے دل! تو نے کیا خود سے جہاں ترک

\*

There's no more trace of the world of mirth and joys,  
No earth; no sky; no around noise!  
Oh heart! Didst thou forsake the world willingly with gratitude?  
Or the world, of itself, withdrew from thy city of solitude!

## ﴿ ۱۳۸ ﴾

ولے دانم نواے زندگی چیت  
گل از مرغ چمن پرسد کہ این کیست

مرا از پردہ ساز آگہی نیست  
سرودم آنچنان در شاخساراں

\*

جو میں نے زندگی کا گیت گایا  
یہ نغمہ گر چمن میں کون آیا؟

میں راگوں سے کہاں واقف ہوں، پھر بھی  
تو پوچھا پھول نے مرغ چمن سے

\*

Without knowing the subtleties of musical note,  
I sing the psalm of life with an easy flow,  
I sing so masterly that the flower asks  
Its garden colleagues: "Who is this maestro"?



﴿ ۱۳۹ ﴾

نوا مستانہ در محفلِ زوم من      شرارِ زندگی بر گلِ زوم من  
دل از نورِ خردِ کردم ضیا گیر      خردِ رابرِ عیارِ دلِ زوم من

\*

لگائی آگِ مشتِ گلِ میں میں نے      تو چھیڑے گیت بھی محفلِ میں میں نے  
خرد کو بھی کسا معیارِ دل پر      بھرا نورِ خرد بھی دل میں میں نے

\*

I sing with gay abandon the life-song in gatherings,  
Firing their imagination and splitting their hearts apart.  
I trained my heart, in the light of my reason,  
And assayed my reason on the touchstone of the heart.

﴿ ۱۴۰ ﴾

عجم از نغمہ ہاے منِ جواں شد      ز سودایم متاعِ او گراں شد  
ہجومے بود رہ گم کردہ در دشت      ز آوازِ درایم کارواں شد

\*

جواں میں نے بنایا ہے عجم کو      بہا اس کی گراں سودے سے میرے  
ہجوم اک منتشر گم کردہ رہ تھا      بنا وہ کارواں نغمے سے میرے

\*

Helter-skelter, the Easterns ran  
But when my poetry gave them as inkling,  
And my bell started tinkling,  
They filed themselves into an orderly caravan.



﴿ ۱۳۱ ﴾

صدائے من درائے کاروان است	عجم از نغمہ ام آتش بجان است
کہ رہ خوابیدہ و محمل گران است	حدی را تیز تر خوانم چو عرفی



صدای میری درائے کارواں ہے	مری لے سے عجم آتش بجاں ہے
کہ ”رہ خوابیدہ“ اور ”محمل گراں“ ہے	حدی کی تیز کی لے مثل عرفی



The East is enthused with my clarion call,  
 My voice serves them as a caravan toll,  
 I chant in a higher pitch, the burden of Urfi's song,  
 Since "the litter is heavy and the pathway weary" and long.

﴿ ۱۳۲ ﴾

ولے در سینہ مشرق نہادم	زجان بیقرار آتش کشادم
چو برق اندر نہاد اوفتادم	گل او شعلہ زار از نالہ من



کہ میرا سینہ مشرق میں دل ہے	تن مشرق میں میری جان بے تاب
مرے نالوں سے وہ آتش بہ گل ہے	میں بجلی بن کے فطرت میں ہوں اُس کی



Infusing her with my restless soul,  
 I deposited a heart into the Orient land,  
 And struck at her like a swift lightning  
 My wailing ignited her like a firebrand.

۱ عرفی کے اس شعر کی طرف اشارہ:

نوار تلخ تری زن چو ذوق نغمہ کم یابی      حدی را تیز تری خواں چو محمل را گراں بینی



﴿ ۱۴۳ ﴾

مرا مثل نسیم آوارہ کردند  
دلم مانند گل صد پارہ کردند  
نگاہم را کہ پیدا ہم نہ بیند  
شہید لذتِ نظارہ کردند

\*

یہ دل مثل صبا آوارہ کیوں ہے؟  
نظر میری جو ظاہر میں نہیں ہے  
گل صد برگ سا صد پارہ کیوں ہے؟  
شہید لذتِ نظارہ کیوں ہے؟

\*

Why am I made to loiter like the zephyr,  
And my heart is torn like the floral petals' finery,  
Albeit my eyes miss even the obvious!  
Why am I destined to perish for the (unseen) scenery?

﴿ ۱۴۴ ﴾

خرد کر پاس را زرینہ سازد  
کمالش سنگ را آئینہ سازد  
نوائے شاعرِ جادو نگارے  
زنیشِ زندگی نوشینہ سازد

\*

خرد سے پارچہ زرکار ہو جائے  
اگر جادو ہو شاعر کی نوا میں  
ہنر سے اس کے سنگ آئینہ بن جائے  
تو نیشِ زندگی نوشینہ بن جائے

\*

Intelligence turns cotton into golden brocade.  
Its skill polishes a stone to make it a looking glass.  
While a poet with his enchanting voice  
Turns into boon, the bane of hazardous life.



## ﴿ ۱۳۵ ﴾

ز شاخِ آرزو بر خوردہ ام من      بہ رازِ زندگی پے بردہ ام من  
بترس از باغباں اے ناوک انداز      کہ پیغامِ بہار آوردہ ام من

\*

ثمر چکھا ہے میں نے ہر شجر کا      مری رگ رگ میں اسرارِ گلستاں  
اے ناوک افکنو! مالی سے ہشیار      سنو مجھ سے یہ پیغامِ بہاراں

\*

I enjoy the fruits of my fervent aspirations,  
I've solved the mysteries of life, of which I sing,  
Oh archer, be cautious of the gardener's evil designs,  
I warn thee as the harbinger of the coming Spring.

## ﴿ ۱۳۶ ﴾

خیالم کو گل از فردوس چنید      چو مضمونِ غریبے آفریند  
دل در سینہ می لرزد چو برگے      کہ بروے قطرہٴ شبنم نشیند

\*

بھاتا ہے مجھے جب بھی تخیل      وہ مضمون جس پہ جنت بھی ہو قرباں  
لرزتا ہے مرے سینے میں یوں دل      ہو جیسے برگِ گلِ شبنم سے لرزاں

\*

How enchanting is the Muse's call!  
When in response my mind spins a fantasy,  
My heart begins to tremble in ecstasy,  
Like a leaf, after the dew drop fall.



﴿ ۱۲۷ ﴾

عجم بحر یست نا پیدا کنارے      کہ دروے گوہر الماس رنگ است  
و لیکن من نہ رانم کشتی خویش      بہ دریائے کہ موجش بے نہنگ است

\*

عجم اک بحر بے پایاں ہے جس میں      ہیں پوشیدہ گہر ہائے مثالی  
پر اُس دریا میں کیا غوطے لگاؤں؟      نہنگوں سے ہوں موجیں جس کی خالی

\*

I know that the East is a limitless ocean,  
Full of pearls with a diamond tinge,  
But I don't ferry my boat in calm waters  
With no crocodiles in the waves in motion.

﴿ ۱۲۸ ﴾

مگو کارِ جہاں نا استوار است      ہر آن ما ابد را پردہ دار است  
بگیر امروز را محکم کہ فردا      ہنوز اندر ضمیر روزگار است

\*

نہ کہہ، نا معتبر کارِ جہاں ہے      ترا ہر پل ابد کا ترجمان ہے  
پکڑ امروز کو محکم کہ فردا      ضمیرِ وقت کے اندر نہاں ہے

\*

Don't consider the working of the world as unplanned.  
Every moment of ours is covered by Eternity,  
Catch hold of Today in your firm grip,  
Since the Morrow is in the womb of Time; unborn.



﴿ ۱۴۹ ﴾

رمیدی از خداوندانِ افرنگ      ولے بر گور و گنبد سجدہ پاشی  
 بہ لائی چناں عادت گرفتی      ز سنگِ راہ مولائی تراشی

\*

تو چھوٹا دامِ افرنگی سے لیکن      ہے پیش گور و گنبد سر بسجدہ  
 غلامی کا ہوا خوگر تو اتنا      کہ ڈھالا تونے ہر پتھر سے آقا

\*

Though free from the Western masters, you flock  
 The mausoleums and graves and lie before them flat,  
 So accustomed to slavish mentality you have become  
 That you carve out a god of this stone or that.

﴿ ۱۵۰ ﴾

قباے زندگانی چاک تاکے      چو موراں آشیاں در خاک تاکے  
 بہ پرواز آو شاہینی پیاموز      تلاشِ دانہ در خاشاک تاکے

\*

قباے زندگی تیری ہے کیوں چاک؟      ہے مور آسا ترا مٹی میں گھر کیوں؟  
 تو اڑنے لگ تو شاہینی بھی سیکھے      تلاشِ رزق میں یوں در بدر کیوں؟

\*

How long will you walk like a tramp in rags?  
 Don't live on rubbish, like ants and flies,  
 Don't batten on things ill gotten,  
 Be like a falcon and fly in the skies!



## ﴿ ۱۵۱ ﴾

میانِ لالہ و گلِ آشیاں گیر      زمرغِ نغمہ خواں درسِ فغاں گیر  
اگر از ناتوانی گشتہ پیر      نصیبے از شبابِ این جہاں گیر

\*

میانِ لالہ و گلِ کر بسیرا      چہکنا سیکھ مرغِ نغمہ خواں سے  
اگر تجھ میں ضعیفی آگئی ہو      تو لے برنائی کچھ اس گلستاں سے

\*

Nestle among the tulips and flowers in bloom,  
Learn from the humming bird the songs of yearning,  
If thru' lack of enthusiasm you have grown old,  
Borrow a bit of youth from the world so charming.

## ﴿ ۱۵۲ ﴾

بجانِ من کہ جاں نقشِ تن انگخت      ہواے جلوہ این گل را دو رو کرد  
ہزاراں شیوہ دارد جانِ بیتاب      بدنِ گردد چو با یک شیوہ خو کرد

\*

نمود تن ہنر مندی ہے جاں کی      ہے جاں سے گل میں بھی ذوقِ تماشا  
ہیں لاکھوں جانِ مضطر کی ادائیں      بدنِ مظہر ہے اس کی اک ادا کا

\*

It's the soul that has given my body a form,  
The desire to flaunt has made the flower multi coloured,  
The restless soul possesses a myriad of charms,  
The body is produced when the soul adopts one norm.



## ﴿ ۱۵۳ ﴾

بگوشم آمد از خاک مزارے      کہ در زیر زمیں ہم می توای زیت  
نفس دارد و لیکن جاں ندارد      کسے کو بر مرادِ دیگرای زیت

\*

لحد سے آئی کانوں میں یہ آواز      کہ مر کر بھی ہے امکاں زندگی کا  
مگر ہے لاش سے بدتر وہ زندہ      جو لے غیروں سے احساں زندگی کا

\*

The graveyard has given me a clue to the riddle;  
That a (noble) man can live even after his death  
But the man who plays to others a second fiddle,  
Is soulless, though he inhales and exhales the breath.

## ﴿ ۱۵۴ ﴾

مشو نومید ازیں مشتِ غبارے      پریشان جلوہ نا پائیدارے  
چو فطرت می تراشد پیکرے را      تماش می کند در روزگارے

\*

نہ ہو مایوس تو اس مشتِ گل سے      اگرچہ اب بھی انساں ہے ادھورا  
کوئی پیکر جو فطرت ڈھالتی ہے      تو دھیرے دھیرے وہ کرتی ہے پورا

\*

Don't despair, if man, a handful of dust  
Is scattered like a vanishing vision.  
Whenever the Nature sketches out some figure  
It's the Time, which gives it the final precision.



﴿ ۱۵۵ ﴾

جہانِ رنگ و بو فہمیدنی ہست  
و لے چشم از درونِ خود نہ بندی

دریں وادی بسے گل چیدنی ہست  
کہ درجانِ تو چیزے دیدنی ہست

\*

ابھی کارِ جہاں بنی ہے باقی  
مگر دل میں بھی گاہے جھانکتا وہ

کہ اب بھی یہ جہاں فہمیدنی ہے  
کہ اس میں بھی بہت کچھ دیدنی ہے

\*

Though the mysteries of Nature are yet to unravel,  
Her flora and fauna are worth exploration.  
Don't close your 'inward eye' to inner self,  
There's still 'something' worth observation.

﴿ ۱۵۶ ﴾

تو می گوئی کہ من ہستم خدا نیست  
ہنوز این راز بر من ناکشودست

جہان آب و گل را انتہا نیست  
کہ چشم آنچہ بیند ہست یا نیست

\*

ترا دعویٰ کہ دنیا لم یزل ہے  
مری الجھن کہ میں اب تک نہ سمجھا

کوئی پروردگار اس کا نہیں ہے  
نظر آتا ہے جو "ہے" یا "نہیں" ہے

\*

You opine that it's you who exists and not the Creator;  
That the matter is eternal and shall always endure.  
As for me, whatever I see around as real  
Does really exist? - I'm not sure!



﴿ ۱۵۷ ﴾

نہ در جام مے آئینہ تاب است  
ولے خون دل او مشک ناب است

بساطم خالی از مرغ کباب است  
غزال من خورد برگ گیا ہے

\*

میں کرتا ہوں دُرِ خوش آب پیدا  
مگر کرتا ہے مشک ناب پیدا

مجھے حاصل نہیں گو لقمہ تر  
غزال فن مرا کھاتا ہے سبزہ

\*

There is no roasted chicken on my table cloth,  
No sparkling liquor in a fine wine glass,  
Still the "gazelle of my poesy", while feeding on grass,  
Produces musk of a superb class!

﴿ ۱۵۸ ﴾

ز چشمش اشک بیتابم چکید است  
جہاں را بانگاہ من ندید است

رگ مسلم ز سوز من تپید است  
ہنوز از محشر جانم نداند

\*

ٹپکتا ہوں میں اس کی چشم تر سے  
جو دنیا جانچ لے میری نظر سے

رگ مسلم کو گرمایا ہے میں نے  
شریک محشر جاں بھی ہو میرا

\*

The Muslims feel the throbs of my heart  
And share my tears and admire my mission;  
Yet they are unaware of the storm within me,  
They fail to view the world with my angle of vision!



## ﴿ ۱۵۹ ﴾

بحرف اندر نگیری لامکاں را  
 بہ تن جاں آنچناں دارد نشیمن  
 درونِ خود نگر این نکتہ پید است  
 کہ نتوان گفت این جانہست آنجاست

\*

بیاں لفظوں میں کیا ہو لامکاں کا  
 نشیمن جس طرح ہے جاں کاتن میں  
 مگر ڈھونڈو کہ وہ دل میں ”کہیں“ ہے  
 کہیں کیونکر کہ ”یاں ہے“ ”واں نہیں“ ہے

\*

What's the Spaceless beggars description.  
 Look into the soul for untying this knot.  
 The soul dwells in the body in such a fashion  
 None can point out, "It's there and here it's not".

## ﴿ ۱۶۰ ﴾

بہر دل عشق رنگِ تازہ بر کرد  
 ترا از خود ربود و چشمِ تر داد  
 گہے با سنگ گہ با شیشہ سر کرد  
 مرا با خویشتن نزدیک تر کرد

\*

کہیں پتھر کہیں آئینہ ہے عشق  
 ادھر، تجھ کو کیا خود سے بہت دور  
 جدا گانہ اثر ہر دل پہ اس کا  
 ادھر، خود سے قریں تر مجھ کو لایا

\*

Love reacts differently on different people.  
 Turning one into a mirror and another into stone.  
 It took you far away from your own Self and brought you pain  
 While it brought me nearer my own Self with gain.



﴿ ۱۶۱ ﴾

ہنوز از بند آب و گل نستی      تو گوئی رومی و افغانیم من  
من اول آدم بے رنگ و بویم      ازاں پس ہندی و تورانیم من

\*

ابھی ہو قید و بند آب و گل میں      جو کہتے ہو 'میں افغانی، میں رومی'  
کہو پہلے ہم آدم کی ہیں اولاد      پھر اس کے بعد ایرانی و ہندی'

\*

You are still under the spell of your homeland,  
Why do you call yourself a Rumi, an Afghani?  
Say, "First, I'm Man with no cast or creed,  
Then I'm an Indian; an Arab; an Irani".

﴿ ۱۶۲ ﴾

مرا ذوق سخن خوں در جگر کرد      غبار راہ رامشتِ شرر کرد  
بہ گفتارِ محبت لب کشودم      بیاں ایں راز را پوشیدہ تر کرد

\*

جگر خوں کر دیا عجز سخن نے      مجھے زورِ سخن پر تھا بڑا ناز  
جو چاہا میں نے رازِ عشق کھولوں      بیاں سے اور گہرا ہو گیا راز

\*

None can describe what one inwardly feels,  
My craze for expression, haslet me down.  
The moment I explain what's Love, the mystery deepens,  
Verily, speech conceals more than what it reveals!



﴿ ۱۶۳ ﴾

گریزِ آخر ز عقلِ ذوفنون کرد  
 ز اقبالِ فلکِ پیا چه پُرسی  
 دل خود کام را از عیشِ خوں کرد  
 حکیمِ نکتہ دانِ ماجنوں کرد

\*

کنارا کر کے عقلِ بدگماں سے  
 حکیمِ اقبال کی کیا پوچھتے ہو  
 ہوا ہے عشقِ اسے آہِ فغاں سے  
 جنوں سرزد ہوا اس نکتہ داں سے

\*

Saying adieu to the crafty Reason,  
 Aggrieved with enjoyment and enjoying sadness,  
 This intelligent philosopher, known as "Iqbal"  
 Has diverted his course from method to madness.



## PREFACE

A poet, a critic, a researcher, a linguist, a polyglot and a translator, Ismat Javid is well-known all over the sub-continent. Absolutely indifferent to academic politics, fame or recognition Ismat Javid kept himself mercilessly busy in creative and critical pursuit with an unwavering commitment of a mendicant. He had insatiable urge and also especial gift for translation. His translations from Persian, English, Sanskrit and Marathi have introduced the Urdu world with literary discourses of crucial importance. He has already enriched the Urdu literary heritage with his translations of Kafka's novelette *Metamorphosis* and poems by Wordsworth, Thomas Moor, Shakespeare, Robert Browning and many other poets and also prose pieces by established prose writers and critics. The present collection of English translations of Iqbal's Persian quatrains from *Payame Mashriq* entitled *Aks-e-Lal-e-Tur*, is another venture that would surely provide new dimensions of Iqbal's poetry to the non-Persian, including the Urdu-world.

Translation is an act of recognition, evaluation and extension. In its essence translation is a cultural transaction that broadens vision and horizon of literary experiences. Translation, therefore, its imperfections and drawbacks notwithstanding, is a fruitful endeavour. Search for a perfect translation, to me, is exactly like a search for a perfect human being who, if not unavailable, surely is a rarity to be discovered. Translation, especially the translation of poetry, in comparison with other genres of literature, is a Herculean task. Primarily because versified translation of poetry is not chiefly concerned with transferring, deconstructing or reconstructing meanings in the target language. The logic



and methodology of prose-translation cannot be applied to the versifying strategies as versified version, at times, does not remain confined to the elusive boundaries of theme and content and attempts proximity to the complex generic traits, technical excellence, formal beauty and complexity of linguistic tropes that enhances open-endedness of the form, mellifluousness of diction and multiplicity of meanings encoded in the artefact of the source language. It is for this reason a good translation is looked upon as recreation. An inexperienced translator, however, in his anxiety to achieve the one loses sight of the other. Consequently, the aesthetic unity of the form and content is noticeably, and often deplorably, damaged. Translator of poetry, therefore, has got to have insights into linguistic intricacies and cultural affinities, or otherwise, of both the source and target languages and literary cultures that determine poetic *modus operandi* apropos of the thematic content.

Ismat Javid has a very refined literary sensibility and is competently equipped with all the essential tools and techniques required for an effective and authentic translation. He is known to be an 'ardent' lover of Iqbal. Right from the beginning of his career he had been a curious student of Urdu and Persian language and literature. Iqbal was his first love and "Iqebaliyat" the centre of his literary and interpretative engagements. He had taken incessant pains to approximate the religio-political dimensions and highly sensitive issues of history and culture incorporated in Iqbal's poetry and also his thought-provoking Islamic ideas about man, a real "Muslim", an embodiment of selflessness, devotion, dedication, purity and generosity, an eternal seeker of truth and mysteries of nature. Ismat Javid had enviable insights into Iqbal's notion of the complex pattern of



relationship between individual and individual, individual and nature and finally between man and God. Iqbal, in fact, is a solitary example in the history of Urdu poetry, who dialogises these issues in his poetic discourses both in Urdu and Persian. Iqbal's poetry in Persian has not yet received adequate critical attention it deserves in terms of its subtleties, its philosophical depth, its allegorical and metaphorical structures. Ismat Javid's translation of Iqbal's Persian poetry, both in Urdu and English, is of immense importance in this direction.

Dr. Javid's English translations primarily introduces Iqbal's philosophical, religious and social stance to the non-Persian world and bring into sharp focus his message and literary achievements. The enigmatic questions pertaining to the relations of matter and spirit, body and soul, existence and transcendence, lust and love ("Ishque"), reason and heart, freedom and servitude, find phenomenal expressions :

Thou thinkest that the soul is incapable of flights  
 When it is encaged in flesh and bone  
 In my view the embodied soul attains greater heights,  
 Its like a dagger whose sheath serves as its whetting stone.

Whom do thou seekest? Him! Who is crystal clear!  
 Thou art thyself an enigma; why then trouble thy mind?  
 In searching him, thou wilt find thy own image;  
 In searching thy own self its He whom thou wilt find.

Fathomless depth of the self and his topless heights occupy a prominent position in Iqbal's creative consciousness. Realisation of self and selfhood is a painful and testing process. Once achieved, he is the envy of angels. Dr. Javid's translations of these Persian quatrains are excellent examples of successful versified translations:



You went to the Mount Sinai for divine clue  
 Without knowing what's within you.  
 Find that lurking man within you, if you can,  
 God Himself is in search of such a man.

When man is made of dust and angles of Light;  
 Is it not, oh Gabriel a strange sight?  
 To see the dust restless for Divine union  
 And the Light, unknown to the pangs of separation?

A translator, particularly translator of poetry, is quite frequently confronted with a formidable task of encoding into his translations the cultural and linguistic code from the source language. In the translation, therefore, a perfect correspondence between the intrinsic and extrinsic system is possible only when the text and the translation share certain linguistic tropes, poetic devices and cultural values that determine the tone and texture of a text. This affinity enriches the possibility of perfect translation as we see in the case of translation from Urdu to Persian. Javid's Urdu translation of Iqbal's Persian poetry stands as model of excellent translation. Ismat Javid's grip on the poetic idiom of Iqbal makes his translations almost as good as mirror reflection in Urdu. This kind of translation is rarely achieved. Such accuracy and exactness, surely, cannot be expected in English translations of Persian poetry. Javid's English versified version may not have heightened expression and rhythmic accuracy of Fitzgerald's translation of *Rubayyat-e-Omar Khayyam*, as English is not an acquire language for Fitzgerald. Ismat Javid's translations, nevertheless, do not betray much of departure from the original quatrains. He has taken care to successfully keep up the essence of meanings and formal beauty. Lucid diction of the translations and their metaphorical



structure noticeably maintain the aesthetic effect and emotional intensity of the text :

It's Love which makes the tulips bleed,  
 It's Love which causes commotions to breed.  
 If you split the earth and view its crust,  
 You'll find it bleeding with Love's dagger-thrust.

**Text (transcription)**

" ba barge lala rang aamezie ishque  
 ba jane ma balaa-angezieshque  
 agar een khakdan ra washagafi  
 darunash benagre khoonrezieshque."

Imat Javid's English translations also display his masterful handling of the rhyming scheme that attribute to his endeavours an appealing quality and authenticity. Ismat Javid deserves a word of appreciation for translating the quatrains that illumine certain dimensions of Iqbal's poetry that call for especial theoretical and critical attention in the present global context. The present global literary scenario is characterised by ideological overtones and 'dialogic imagination'. The philosophical and ideological overtones and highly suggestive and allegorical texture of Iqbal's poetry make him considerably relevant to postcolonial and post-modern creative and critical strategies. In fact, the issues pertaining to 'Orientalism', 'Cultural Imperialism', socio-political exploitation find dialogic manifestations in Iqbal's poetry even before they were systematised by Edward Said, Michel Foucault and other social scientists. The poetic devices employed by Iqbal, his 'spiritus mundi', set of images, symbols and metaphors valorise the issues that constitute the crux of recent literature of



the world. Ismat Javid's translation of such quatrains retains the aesthetic unity and philosophical connotations of Iqbal's message.

How long, moth-like, will you dive  
 Into the fire and commit the unmanly suicide?  
 How long this dance around the flame outside?  
 Have a plunge into your inner fire and thrive!

A lion is a lamb to the fearless shepherd,  
 To a coward, the deer is a formidable leopard,  
 The ocean looks desert-like if thou doesn't recoil,  
 If fearful, each wave looks like a crocodile.

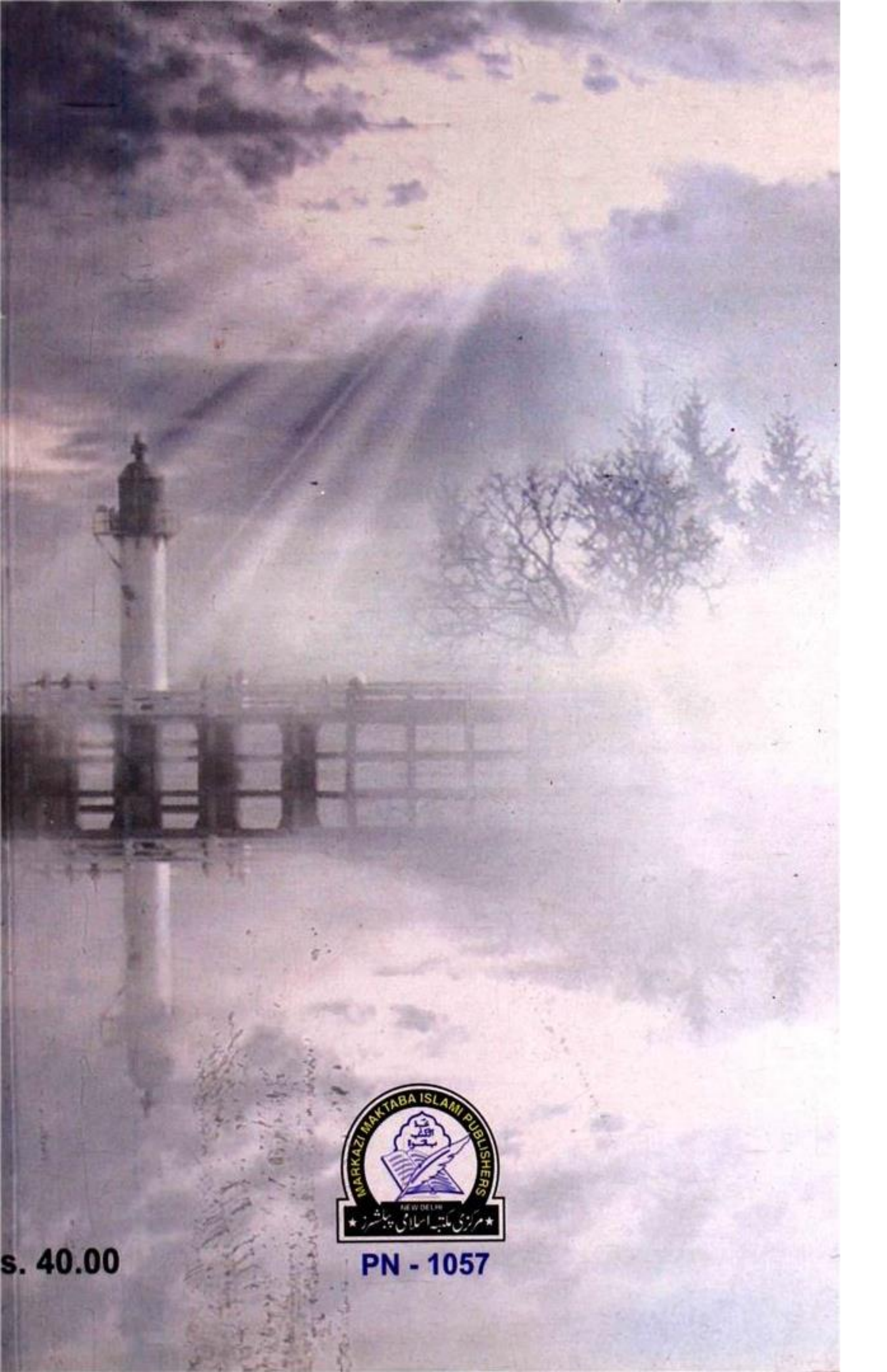
Don't batten on things ill-gotten,  
 Don't live on rubbish like ants or flies,  
 How long will you walk like a tramp in rags?  
 Be like a falcon and fly in the skies!

English versions of Iqbal's poetry in this collection, like any other successful translation, are not one dimensional. They present a judicious synthesis of formal beauty, technical finesse, linguistic accuracy, emotional intensity, philosophical and ideological plausibility. This venture of Dr. Ismat Javid will surely open up new avenues for fresh approaches and study of Iqbal's poetry. Mr. Mohammad Ashfaq and Mr. Ahmed Iqbal deserve appreciation for the pains taking efforts to bring out another equally significant dimension of Ismat Javid's personality.

-----**DR. HAMEED KHAN.**

(Professor Dept. of English  
 Dr. Baba Saheb Ambedkar  
 Marathwada University  
 Aurangabad, 431001.MS.)





s. 40.00

PN - 1057